ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۸ مارچ ۱۹۶۰ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

ہدیہ چار آنے

منتخب اشعار

تہذیب جدید

(امجد قادری)

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیب حاضر کی — یہ صناعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے — اقبالؔ

نئی تہذیب میں دقّت زیادہ تو نہیں ہوتی — مذاہب رہتے ہیں قائم فقط ایمان جاتا ہے — اکبرؔ

مجھے تہذیب حاضر نے عطا کی ہے وہ آزادی — کہ ظاہر میں تو آزادی ہے باطن میں گرفتاری — اقبالؔ

طریق مغربی کی کیا یہی روشن ضمیری ہے — خدا کو بھول جانا اور محوِ ماسوا رہنا — اکبرؔ

فسادِ قلب و نظر ہے فرنگ کی تہذیب — کہ رُوح اس مدنیّت کی رہ نہ سکی عفیف — اقبالؔ

تہذیبِ نو جب آئی تو خوف خدا گیا — اور ساتھ ساتھ شرمِ رسولِ خدا گئی — ظفر علیخاں

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانشِ فرنگ — سرمہ ہے میری آنکھ کا خاکِ مدینہ و نجف — اقبالؔ

ہے ناز اپنی تہذیب پر جن کو اتنا — نہیں آدمیت گئی ان کو چھو بھی — ظفر علیخاں

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کریگی — جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا — اقبالؔ

خدا محفوظ رکھے عہدِ حاضر کی سیاست سے — نہیں اس کھیل سے باہر جہاں کا مکر و فن کوئی — فیض لدھیانوی

ہے وہی سازِ کہن مغرب کا جمہوری نظام — جس کے پردوں میں نہیں غیر از نوائے قیصری — اقبالؔ

تو نے دیکھا ہی نہیں مغرب کا جمہوری نظام — چہرہ روشن، اندروں چنگیز سے تاریک تر — اقبالؔ

رنگ رلیوں پر زمانہ کے نہ جانا اے دل — یہ خزاں ہے جو بانداز بہار آئی ہے — مجذوبؔ

غارت گرِ دیں ہے یہ زمانہ — ہے اس کی نہاد کافرانہ! — اقبالؔ

مقدم آج کل دارِ بقا پر دارِ فانی ہے — عجب اُلٹا زمانہ ہے، نظامِ دو جہاں بدلا — مجذوبؔ

فریبِ گوش و نظر ہے نشاطِ نغمہ و گل — تو ذوقِ دیدہ و دل کا بھی اعتبار نہ کر — (خاموش لدھیانوی)

تمہیں اس انقلابِ دہر کا کیا غم ہے اے اکبرؔ — بہت نزدیک ہیں وہ دن کہ تم ہو گے نہ ہم ہونگے — اکبرؔ

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۵ | جمعۃ المبارک مورخہ ۱۹ رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۸ مارچ سنہ ۱۹۶۰ء | شمارہ ۴۵

"اسلام آباد" اور اس کے تقاضے

گذشتہ سال حکومت پاکستان نے جب راولپنڈی کے قریب نیا دارالحکومت تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا تو عوام سے اس کے نام کے متعلق تجاویز طلب کی گئیں۔ عوام اخبارات اور رسائل نے نئے دارالحکومت کے بیشمار نام تجویز کئے۔ مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۵۹ء کے شمارہ ۵ میں ہم نے بھی اپنی رائے کا اظہار کیا تھا کہ نئے دارالحکومت کا نام سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسمائے گرامی میں سے کسی ایک کی نسبت سے رکھا جائے۔ مثلاً (۱) محمدؐ نگر (۲) مصطفیٰؐ آباد (۳) احمد آباد۔ حکومت نے تجویز شدہ ناموں پر غور و خوض کر کے بالآخر نئے دارالحکومت کا نام "اسلام آباد" رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ہماری رائے میں پاکستان کے نئے دارالحکومت کے لئے یہ نام ہر طرح سے موزوں ہے اور اس کے لئے ہم اپنی حکومت کو مبارکباد کا مستحق سمجھتے ہیں۔

نئے دارالخلافے کا نام اسلام آباد رکھ لینے کے بعد حکومت اور عوام پر چند ذمہ داریاں عائد ہو جاتی ہیں۔ جن کو نبھانا دونوں کے لئے ضروری ہے۔ پاکستان کا مطالبہ کرتے وقت ہم نے اس کے متعلق جو نظریات قائم کئے تھے۔ بدقسمتی سے ہم ان کو اب تک عملی جامہ نہیں پہنا سکے۔ گویا کہ پاکستان بارہ سال گزر جانے کے بعد بھی صحیح معنوں میں پاکستان نہیں بن سکا۔ شعائر اسلامی کی جو توہین پاکستان میں ہو رہی ہے۔ اس کی مثال شائد دنیا کے کسی خطے میں نہ مل سکے۔ منکرات و فواحشات کا جو سیلاب ہمارے ملک میں اُمنڈ آیا ہے اس کے اثرات نے عوام اور خواص سب کو متاثر کیا ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ شراب خانے۔ ناچ گھر۔ سینما۔ ریڈیو پر فلمی گانوں کی ریکارڈنگ۔ سینما گھروں پر فحش تصاویر کی نمائش۔ موسیقی کالجوں کا قیام وغیرہ سب کے سب مسلمان کو اسلام سے روگردان کرنے کے ذرائع ہیں۔ مذکورہ تمام امور اللہ تعالےٰ کے عذاب کو دعوت دے رہے ہیں۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اللہ تعالےٰ کا عذاب مہنگائی کی شکل میں پاکستانیوں پر مسلط ہو چکا ہے۔ مثال کے طور پر لاہور میں چند روز قبل پیاز دو روپے سیر پرچون فروخت ہوتا رہا ہے اس عذاب سے نجات حاصل کرنے کا واحد ذریعہ رجوع الی اللہ ہے۔

نئے دارالحکومت کے نام کے سلسلہ میں یہ امر قابل غور ہے کہ پاکستان کی طرح اس کو بھی صرف لیبل کے طور پر استعمال نہ کیا جائے۔ بلکہ وہاں صحیح معنوں میں اسلام کا رنگ پیدا کیا جائے۔ شاید یہ ہماری گذشتہ بد اعمالیوں کا کفارہ ہو سکے۔ سب سے پہلے نئے دارالحکومت میں ایک ایسی جامع مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا جائے۔ جس میں کتاب و سنت کی رو سے عوام اور حکام کی صحیح راہ نمائی کا پورا پورا بندوبست کیا جائے۔ اس مسجد کا خطیب حق گوئی میں بے باک ہو تاکہ وہ حکام کو انکی لغزشوں پر متنبہ کر سکے

صدر مملکت اس مسجد میں نماز جمعہ اور پانچ وقت نماز بالالتزام ادا کریں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بقول "الناس علی دین ملوکھم" وزراء حکام اور عوام بھی فریضہ نماز کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کریں گے۔ عمل پیہم کی برکت سے اس شہر پر اللہ تعالےٰ کی رحمت کا نزول ہوگا۔ ہمیں یقین ہے کہ آہستہ آہستہ یہ رحمت اور برکت سارے پاکستان کو ڈھانپ لیگی اس طرح ہمارا ملک صحیح معنوں میں پاکستان بن سکتا ہے۔ خدا کرے کہ اسلام آباد اس اسلامی انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہو آمین یا الہ العالمین۔

اسلام آباد کو شراب اور زنا کی لعنت سے محفوظ رکھنے کی کوشش کی جائے۔ کسی صورت میں بھی اس شہر میں شراب نوشی اور زنا کی اجازت نہ دی جائے۔ شراب ام الخبائث ہے۔ اس کے استعمال ہی سے تمام دیگر فواحشات و منکرات نشوونما پاتے ہیں۔

آزمائش

ایک خبر میں بتایا گیا ہے کہ سال رواں میں لاہور میں چار نئے سینما گھر تعمیر کئے جائیں گے۔ لاہور کے علاوہ صوبہ کے دوسرے شہروں میں بھی مجموعی طور پر ڈیڑھ سو سینما گھر بنائے جائینگے۔ خیال ظاہر کیا گیا ہے کہ حکومت کی طرف سے منظوری کے بعد اپریل کے وسط میں سینماؤں کی تعمیر کا کام شروع ہو جائیگا۔ لاہور میں اچھرہ۔ مصری شاہ کرشن نگر اور باغبانپورہ میں نئے سینما گھر تعمیر کئے جائیں گے سنا ہے کہ نئے سینماؤں کی تعمیر کی اجازت کے لئے متعدد درخواستیں موصول ہو چکی ہیں۔ نئے سینماؤں کی تعمیر کے لئے حکومت کی طرف سے چند شرائط عائد کی جا رہی ہیں۔ مالکان کیلئے یہ ضروری ہوگا کہ وہ اپنے سینما آبادی سے ہٹ کر بنوائیں اس امر کا خاص خیال رکھا جائے گا کہ قرب و جوار میں کوئی مسجد یا دیگر مذاہب کے معبد یا کوئی خانقاہ وغیرہ تو نہیں۔ علاوہ ازیں سینماؤں کی تعمیر سے پہلے ملحقہ آبادی کی آراء حاصل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اگر کسی صورت میں لوگوں کی اکثریت اس جگہ پر سینما کی تعمیر کے خلاف رائے دیگی تو سینما بنانے والے کو کسی اور جگہ کا انتخاب کرنا پڑے گا۔

مندرجہ بالا خبر کسی تبصرے کی محتاج نہیں۔ سینما گھر بے حیائی اور بُرائی کی تربیت گاہیں ہیں۔ کتاب و سنت کی رو سے کسی طرح بھی جائز قرار نہیں دیئے جا سکتے۔ ان کی تعمیر کے مسئلہ کو ناعاقبت اندیش عوام کی صوابدید پر چھوڑنا انتہائی قابلِ مذمت ہے۔

ہم حکومت سے پُرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے اس فیصلہ پر نظرِ ثانی کرے اور نئے سینما گھروں کی تعمیر کی کسی صورت میں بھی اجازت نہ دے۔ بلکہ موجودہ سینما گھروں کو بھی بند کرنیکی مؤثر تدابیر اختیار کرے۔

وما علینا الا البلاغ

خطبہ یوم الجمعۃ مورخہ ۲۱ رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۸ مارچ ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

بارگاہِ الٰہی میں نیکی کرنے (احسان) کے نتائج

۱

وَاکْتُبْ لَنَا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَاۤ اِلَیْكَ ؕ قَالَ عَذَابِیْۤ اُصِیْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ ۚ اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۠ (سورۃ الاعراف ع ۱۹ پ ۹)

ترجمہ۔ اور ہمارے لئے اس دنیا میں اور آخرت میں بھلائی لکھ۔ ہم نے تیری طرف رجوع کیا۔ فرمایا۔ میں اپنا عذاب جسے چاہتا ہوں کرتا ہوں اور میری رحمت سب چیزوں سے وسیع ہے۔ پس وہ رحمت ان کے لئے لکھوں گا جو ڈرتے ہیں اور جو زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ لوگ جو اس رسول کی پیروی کرتے ہیں جو نبی اُمّی ہے۔ جسے اپنے ہاں توراۃ اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیکی کا حکم کرتا ہے اور بُرے کام سے روکتا ہے اور ان کے لئے سب پاک چیزیں حلال کرتا ہے اور ان پر ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے۔ اور ان پر سے ان کے بوجھ اور وہ قیدیں اتارتا ہے جو ان پر تھیں۔ سو جو اس پر ایمان لائے اور اس کی حمایت کی اور اسے مدد دی اور اس نور کے تابع ہوئے جو اس کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔ یہی لوگ نجات پانیوالے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے جو دعا کی تھی کہ اے اللہ تو ہمارے ساتھ دنیا اور آخرت میں بھلائی کر۔ اس دُعا کے قبول کرنے میں یہ شرطیں لگائی گئی ہیں کہ جو لوگ آپ کی اُمت میں سے یہ شرطیں پوری کریں گے۔ ان کے ساتھ دنیا اور آخرت میں بھلائی کی جائے گی کہ جو لوگ تیری اُمت میں سے نبی اُمّی پر (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ایمان لائیں گے۔ جو انہیں نیکی کا حکم کرے گا اور بُرائی سے روکے گا اور پاکیزہ چیزیں ان پر حلال کرے گا اور ناپاک چیزیں حرام کرے گا۔ جو لوگ اسکی مدد کریں گے اور اس نور (یعنی قرآن مجید) کا اتباع کریں گے۔ جو اس پر نازل کیا گیا ہوگا۔ وہ نجات پائیں گے۔

بطریق اولیٰ

حضرت موسےٰ علیہ السلام کی اُمت کے ساتھ بھلائی کرنے میں یہ دو شرطیں لگائی گئی ہیں کہ اس نبی اُمّی (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا اتباع کریں گے۔ اور قرآن مجید کی تابعداری کریں گے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت کے دنیا اور آخرت کی بھلائی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطریق اولیٰ ان دو شرطوں سے مشروط ہوگی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو مانیں۔ اور قرآن مجید پر عمل کریں۔ تب اس امت کی نجات ہوگی۔

وما علینا الا البلاغ

۲

لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا حَسَنَةٌ ؕ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَیْرٌ ؕ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِیْنَ ۙ جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِیْهَا مَا یَشَآءُوْنَ ؕ كَذٰلِكَ یَجْزِی اللّٰهُ الْمُتَّقِیْنَ ۙ الَّذِیْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَیِّبِیْنَ ۙ یَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَیْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۞ (سورۃ النحل ع ۴ پ ۱۴)

ترجمہ۔ جنہوں نے نیکی کی ہے (ان کے لئے) اس دنیا میں بھی بہتری ہے اور البتہ آخرت کا گھر تو بہت ہی بہتر ہے اور پرہیزگاروں کا کیا اچھا گھر ہے۔ ہمیشہ رہنے کے باغ جن میں وہ داخل ہوں گے۔ ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ جو چاہیں گے انہیں وہاں ملے گا۔

حاصل

نیکی کرنے والوں کے لئے دنیا میں بھی بہتری ہے اور ایسے پرہیزگاروں کے لئے آخرت میں ہمیشہ رہنے والے باغ ملیں گے۔ ان کے نیچے نہریں بہتی ہونگی اور جو چاہیں گے انہیں وہاں ملے گا اور انہیں کہا جائے گا ان نیکیوں کو جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے۔ آج تمہیں یہ جنت نصیب ہوئی ہے۔ اللھم اجعلنا منہم

۳

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ۚ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّیَلْبَسُوْنَ ثِیَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕیْنَ فِیْهَا عَلَی الْاَرَآئِكِ ؕ نِعْمَ الثَّوَابُ ؕ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ۞ (سورۃ الکہف ع ۴ پ ۱۵)

ترجمہ۔ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے ہم بھی اس کا اجر ضائع نہیں کریں گے جس نے اچھے کام کئے۔ وہی لوگ ہیں جن کے لئے ہمیشہ رہنے والے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہونگی۔ انہیں وہاں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور باریک اور موٹے ریشم کا لباس پہنیں گے۔ وہاں تختوں پر

تکیئے لگانے والے ہوں گے۔ کیا ہی اچھا بدلہ ہے اور کیا ہی اچھی آرامگاہ ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ جنہوں نے اچھے کام کئے انہیں پانچ انعام ملیں گے (۱) ہمیشہ رہنے کے لئے باغ۔ (۲) ان کے نیچے نہریں بہتی ہونگی (۳) انہیں وہاں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ (۴) وہاں انہیں باریک اور موٹے ریشم کا لباس پہنایا جائے گا (۵) وہاں تختوں پر تکیہ لگانے والے ہوں گے اللہم اجعلنا منہم

ع ۴

وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّہَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْہِبْنَ السَّیِّاٰتِ ؕ ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذّٰکِرِیْنَ ۝ وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝ (سورۃ ہود ع ۱۰ پ ۱۲) ترجمہ۔ اور دن کے دونوں طرف اور کچھ حصہ رات کا نماز قائم کر۔ بے شک نیکیاں برائیوں کو دور کرتی ہیں۔ یہ نصیحت حاصل کرنے والوں کے لئے نصیحت ہے اور صبر کر بیشک اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا

حاصل

یہ کہ دن کے دونوں حصوں میں (اول اور آخر) نماز پڑھ (اے نمازی) اس طرح نیکیاں کرنے سے تمہاری برائیاں معاف ہو جائیں گی۔ ان کی سزا نہیں ملے گی۔

حاشیہ شیخ الاسلامؒ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمہ شیخ الاسلام پاکستان اس آیت پر حاشیہ تحریر فرماتے ہیں۔ یعنی نمازوں کا قائم رکھنا خدا کی یادگاری ہے۔ جیسے دوسری جگہ فرمایا" اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ یا یہ مطلب ہے کہ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْہِبْنَ السَّیِّاٰتِ کا ضابطہ یاد رکھنے والوں کے لئے یاد رکھنے کی چیز ہے۔ جسے کبھی فراموش نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اس سے مومن کو نیکیوں کی طرف خاص ترغیب ہوتی ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو تین طرح، جو نیکیاں کرے اسکی برائیاں معاف ہوں اور جو نیکیاں اختیار کرے اس سے خو برائیوں کی چھوٹے۔ اور جس ملک میں نیکیوں کا رواج ہو وہاں ہدایت آئے اور گمراہی ہٹے۔ لیکن تینوں جگہ وزن غالب چاہیئے۔ جتنا میل اتنا صابون۔"

ع ۵

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ (سورۃ حٰمٓ السجدہ رکوع ۵ پارہ ۲۴) ترجمہ۔ اور اس سے بہتر کس کی بات ہے جس نے لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا اور خود بھی اچھے کام کئے۔ اور کہا بے شک، میں بھی فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

ع ۶

لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی وَزِیَادَۃٌ ؕ وَلَا یَرْہَقُ وُجُوْہَہُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّۃٌ ؕ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ ۚ ہُمْ فِیْہَا خٰلِدُوْنَ ۝ (سورہ یونس ع ۳ پ ۱۱) ترجمہ۔ جنہوں نے بھلائی کی۔ ان کے لئے بھلائی ہے اور زیادتی بھی اور ان کے منہ پر سیاہی اور رسوائی نہیں چڑھے گی وہ بہشتی ہیں۔ وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے

حاصل

یہ کہ جو لوگ نیکی کریں گے۔ اللہ تعالٰے ان کے منہ پر سیاہی اور رسوائی نہیں چڑھائے گا۔

ع ۷

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشْرُ اَمْثَالِہَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّیِّئَۃِ فَلَا یُجْزٰٓی اِلَّا مِثْلَہَا وَہُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ۝ (سورۃ انعام ع ۲۰ پ ۸) ترجمہ جو کوئی ایک نیکی کریگا۔ اس کیلئے دس گنا اجر ہے۔ اور جو بدی کریگا سوا سے اسی کے برابر سزا دی جائیگی اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

حاصل

یہ ہے کہ جو شخص ایک نیکی کرے گا وہ ایک نیکی کے بدلہ میں دس گنا اجر پائے گا۔ اللہم اجعلنا منہم

۸۔ ہٰذَا ذِکْرٌ ؕ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَۃً لَّہُمُ الْاَبْوَابُ ۝ مُتَّکِـِٕیْنَ فِیْہَا یَدْعُوْنَ فِیْہَا بِفَاکِہَۃٍ کَثِیْرَۃٍ وَّشَرَابٍ ۝ (سورہ ص ع ۴ پ ۲۳) ترجمہ۔ یہ نصیحت ہے اور بے شک پرہیزگاروں کے لئے اچھا ٹھکانا ہے۔ ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں ان کے لئے ان کے دروازے کھولے جائینگے وہاں تکیہ لگا کر بیٹھیں گے۔ وہاں بہت سے میوے اور شراب طلب کریں گے

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالٰے کے پرہیزگار بندوں کے لئے اچھا ٹھکانا ہوگا۔ ہمیشہ رہنے کے باغ ہوں گے۔ وہاں ہر چیز انہیں میسر ہوگی۔ اللہم اجعلنا منہم

ع ۹

وَ اَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّہْلُکَۃِ ۚ وَاَحْسِنُوْا ۚ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۝ (سورۃ البقرہ ع ۲۴ پ ۲۔ ترجمہ۔ اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو اور نیکی کرو بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

حاصل

کہ اللہ تعالٰے کی راہ میں خرچ کرو اور ہوتے ہوئے اس کو صحیح مصرف میں خرچ نہ کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے

ع ۱۰

ذٰلِکَ الَّذِیْ یُبَشِّرُ اللّٰہُ عِبَادَہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی ؕ وَمَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَۃً نَّزِدْ لَہٗ فِیْہَا حُسْنًا ؕ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ شَکُوْرٌ ۝ (سورۃ الشورٰی ع ۳۔ پ ۲۵) ترجمہ۔ یہی وہ فضل ہے جس کی اللہ اپنے بندوں کو خوشخبری دیتا ہے جو ایمان لائے اور نیک کام کئے۔ کہہ دو میں تم سے اس پر کوئی اجرت نہیں مانگتا۔ بجز رشتہ داری کی محبت کے اور جو نیکی کمائے گا تو ہم اس میں اس کے لئے بھلائی زیادہ کر دیں گے۔ بے شک اللہ (تعالٰے) بخشنے والا قدردان ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ جو شخص نیکی کرے گا۔ اللہ تعالٰی اس کے اس عمل کو اور زیادہ خوبصورت کر دے گا۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

ایک واقعہ

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ سُئِلَ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ الْمِنْبَرُ فَقَالَ هُوَ مِنْ أَثْلِ الْغَابَةِ عَمِلَهُ فُلَانٌ مَوْلَى فُلَانَةَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَامَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ عُمِلَ وَوُضِعَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَكَبَّرَ وَقَامَ النَّاسُ خَلْفَهُ فَقَرَأَ وَرَكَعَ وَرَكَعَ النَّاسُ خَلْفَهُ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرَى فَسَجَدَ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ عَادَ إِلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرَى حَتّٰى سَجَدَ بِالْأَرْضِ هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ وَفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ نَحْوُهُ وَقَالَ فِي آخِرِهِ فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا صَنَعْتُ هٰذَا لِتَأْتَمُّوا بِي وَلِتَعَلَّمُوا صَلَاتِي۔

ترجمہ۔ سہل رضؓ بن ساعد الساعدی کہتے ہیں کہ ان سے پوچھا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر کس چیز کا تھا۔ یعنی کس لکڑی کا تھا۔ انہوں نے کہا کہ وہ جھاؤ کی لکڑی کا تھا۔ جس کو فلاں شخص نے جو فلاں عورت کا آزاد کردہ غلام تھا۔ بنایا تھا۔ پس کھڑے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر جبکہ وہ تیار کیا گیا اور مسجد میں رکھا گیا۔ اور قبلہ کی طرف منہ کرکے آپؐ نے تکبیر کہی۔ اور لوگ آپؐ کے پیچھے کھڑے ہوئے۔ پس آپؐ نے پڑھا قرآن اور رکوع کیا۔ پھر سر اٹھایا اور آپؐ کے پیچھے لوگوں نے بھی رکوع کیا۔ پھر سر کو اُٹھایا۔ پھر آپؐ پیچھے لوٹے یعنی زمین پر اُتر آئے اور سجدہ کیا زمین پر۔ پھر منبر پر تشریف لے گئے اور قرأت پڑھی پھر رکوع کیا۔ پھر رکوع سے سر اُٹھایا۔ اور پھر زمین پر آئے اور سجدہ کیا۔ (یہ الفاظ بخاری کے ہیں)۔ اور بخاری و مسلم نے اسی قسم کی حدیث بیان کی ہے اور آخر میں کہا ہے کہ جب آپؐ نماز سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے لوگوں کی طرف توجہ فرمائی اور کہا۔ لوگو! اس کو میں نے اس لئے تیار کیا ہے۔ تاکہ تم میری پیروی کرو اور میری نماز سے واقف ہو جاؤ۔

امامت کا مستحق کون ہے

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَأُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ فَإِنْ كَانُوا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَإِنْ كَانُوا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ سِنًّا وَلَا يَؤُمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِي سُلْطَانِهِ وَلَا يَقْعُدُ فِي بَيْتِهِ عَلَى تَكْرِمَتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ وَلَا يَؤُمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِي أَهْلِهِ

ترجمہ۔ ابو مسعودؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت کرے قوم کی وہ شخص جو قرآن مجید کو ان میں سب سے اچھا پڑھتا ہو۔ پھر اگر سب ہی اچھا پڑھتے ہوں تو احکام دین کو زیادہ جاننے والا امامت کرے۔ پھر اگر سب ایسے ہی ہوں تو جس نے پہلے ہجرت کی ہو اس کو امامت کرنی چاہیئے پھر اگر ہجرت میں سب برابر ہوں تو عمر میں بڑا امامت کرے اور نہ امامت کرے کوئی شخص کسی کے دارالحکومت میں اور نہ بیٹھے کوئی شخص کسی کے گھر میں اس کی مسند پر مگر اجازت سے (مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ نہ امامت کرے کوئی شخص اس کے گھر میں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُؤَذِّنْ لَكُمْ خِيَارُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ قُرَّاؤُكُمْ (رواہ ابو داؤد)

ترجمہ۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص تم میں سے سب سے بہتر ہو وہ اذان دے اور جو سب سے اچھا قرآن پڑھتا ہو۔ وہ امامت کرائے۔

عَنْ أَبِي عَطِيَّةَ الْعُقَيْلِيِّ رضؓ قَالَ كَانَ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ يَأْتِينَا إِلَى مُصَلَّانَا يَتَحَدَّثُ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ يَوْمًا قَالَ أَبُو عَطِيَّةَ فَقُلْنَا لَهُ تَقَدَّمْ فَصَلِّ قَالَ لَنَا قَدِّمُوا رَجُلًا مِنْكُمْ يُصَلِّي بِكُمْ وَسَأُحَدِّثُكُمْ لِمَ لَا أُصَلِّي بِكُمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ زَارَ قَوْمًا فَلَا يَؤُمَّهُمْ وَلْيَؤُمَّهُمْ رَجُلٌ مِنْهُمْ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ إِلَّا أَنَّهُ اقْتَصَرَ عَلَى لَفْظِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ ابو عطیہ عقیلیؓ کہتے ہیں کہ مالکؓ بن حویرث ہماری مسجد میں آتے اور ہمارے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کرتے۔ ایک دن اسی قسم کی باتوں میں نماز کا وقت آگیا۔ ابو عطیہؓ کہتے ہیں کہ ہم نے مالکؓ سے خواہش کی کہ وہ ہم کو نماز پڑھائیں۔ انہوں نے کہا تم اپنے آدمیوں میں سے کسی کو اپنا امام بناؤ جو تم کو نماز پڑھائے اور میں تم کو کیوں نماز نہیں پڑھاتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص کسی قوم سے ملاقات کرے وہ اس کی امامت نہ کرے۔ اور چاہیئے کہ ان کی امامت انہیں میں کا کوئی شخص کرے (ابو داؤد۔ ترمذی۔ نسائی)

اندھوں کو امام بنانا جائز ہے

عَنْ أَنَسٍ رضؓ قَالَ اسْتَخْلَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ يَؤُمُّ النَّاسَ وَهُوَ أَعْمٰى (رواہ ابو داؤد)

ترجمہ۔ انسؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن اُمّ مکتوم کو جو اندھے تھے۔ لوگوں کا امام مقرر کیا۔



(جناب محمد شفیع عمرالدین صاحب ٹھٹھہ)

(۲)

(۷) احسان اور تکلیف

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًی لَّھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

(البقرۃ آیت ۲۶۲ - ۳۶ ع)

ترجمہ۔ جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ پھر خرچ کرنے کے بعد نہ احسان رکھتے ہیں۔ اور نہ ستاتے ہیں۔ انہیں کے لئے اپنے رب کے ہاں ثواب ہے۔ اور ان پر نہ کوئی ڈر ہے۔ اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

"اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے اُن بندوں کی مدح و تعریف کرتا ہے۔ جو خیرات و صدقات کرتے ہیں۔ اور پھر جسے دیتے ہیں اس پر احسان جتانے نہیں بیٹھتے نہ تو اپنی زبان سے، نہ اپنے کسی فعل سے۔ اور نہ اس شخص کو کوئی برائی پہنچاتے ہیں۔ ان سے پھر جزائے خیر کا وعدہ فرماتا ہے۔ کہ ان کا اجر و ثواب خدائے عالم کے ذمہ ہے۔ ان پر قیامت کے دن کوئی ہول اور خوف و خطر نہ ہوگا۔ اور نہ دنیا اور بال بچے چھوٹ جانے کا انہیں غم و رنج ہوگا۔ وہاں پہنچ کر اس سے بہتر چیزیں اُنہیں مل چکی ہیں۔"

(تفسیر ابن کثیرؒ)

احسان رکھنے اور ایذا دینے سے دکھلاوے کے خرچ کرنے والے کی طرح اللہ کی راہ میں دیئے مال کا ثواب جاتا رہتا ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِکُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی کَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَہٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ

(البقرہ آیت ۲۶۴)

ترجمہ۔ اے ایمان والو احسان رکھ کر اور ایذا دے کر اپنی خیرات کو ضائع نہ کرو اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھانے کو خرچ کرتا ہے۔ اور اللہ پر اور قیامت کے دن پر یقین نہیں رکھتا۔

"یعنی صدقہ دے کر محتاج کو ستانے اور اس پر احسان رکھنے سے صدقہ کا ثواب جاتا رہتا ہے۔ یا اوروں کو دکھا کر اس لئے صدقہ دیتا ہے کہ لوگ سخی جانیں۔ اس طرح کی بھی خیرات کا ثواب کچھ نہیں ہوتا باقی یہ فرمانا کہ وہ یقین نہیں رکھتا۔ اللہ پر اور قیامت کے دن پر یہ ابطال صدقہ کے لئے قید و شرط نہیں ہیں۔ کیونکہ صدقہ تو صرف ریا سے ہی باطل ہو سکتا ہے۔ اگرچہ خرچ کرنے والا مومن ہی کیوں نہ ہو۔ مگر اس قید کو اس نفع کی غرض سے بڑھایا۔ کہ یہ معلوم ہو جائے کہ ریاکاری مومن کی شان سے بعید ہے۔ یہ امر منافقین کے مناسب حال ہے۔"

(حضرت شیخ الہند مولٰنا محمود حسن نور اللہ مرقدہٗ)

۸۔ مہاجر کا درجہ

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجٰھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ اَعْظَمُ دَرَجَۃً عِنْدَ اللّٰہِ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ (التوبہ آیت ۲۰)

ترجمہ۔ جو لوگ ایمان لائے۔ اور گھر چھوڑے اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے لڑے اللہ کے ہاں ان کے لئے بڑا درجہ ہے۔ اور وہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔

یہاں مراد پانے والوں کے تین اوصاف مذکور ہیں (۱) ایمان لانا (۲) ہجرت کرنا (۳) جانی اور مالی جہاد اللہ کے راستہ میں کرنا۔ اُن کے لئے تین بشارتیں ہیں (۱) رب کی رحمت (۲) اس کی رضامندی (۳) ہمیشہ رہنے کو جنّت (البقرہ آیت ۲۲)

حضرات مہاجرین اولین رضی اللہ عنہم میں مذکورہ بالا تینوں اوصاف موجود تھے۔ ہمیں ان کی مبارک زندگیوں سے سبق لینا چاہیئے اور ان حضرات کے نقش قدم پر چلنا چاہیئے۔

۹۔ انصار کا درجہ

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجٰھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِکَ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ

(الانفال آیت ۷۲)

ترجمہ:۔ بے شک جو ایمان لائے اور گھر چھوڑا اور اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں لڑے۔ اور جن لوگوں نے جگہ دی اور مدد کی۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔

"مسلمانوں کی قسمیں بیان ہو رہی ہیں۔ ایک مہاجرؓ جنہوں نے نامِ خدا پر وطن چھوڑا۔ اپنا گھر بار، مال، تجارت، کنبہ قبیلہ اور دوست احباب چھوڑے۔ خدا کے دین پر قائم رہنے کے لئے نہ جان کو جان سمجھا نہ مال کو مال، دوسرے انصارؓ مدنی جنہوں نے ان مہاجروں کو اپنے ہاں ٹھہرایا۔ اپنے مالوں میں ان کا حصّہ لگا دیا۔ ان کے ساتھ مل کر ان کے دشمنوں کے ساتھ لڑائی کی۔ یہ سب آپس میں ایک ہی ہیں۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں بھائی چارہ کرا دیا تھا. . . ."

(تفسیر ابن کثیرؒ)

جو جس کے ساتھ محبت رکھتا ہے۔ وہ قیامت کے دن اس کے ساتھ ہوگا۔ حضرات مہاجرینؓ کے انعامات کا بیان اوپر آچکا ہے۔ اب حضرات انصارؓ کے انعامات کا ذکر بھی سُن لیجئے:۔

" اور جو لوگ ایمان لائے - اور اپنے گھر چھوڑے - اور اللہ کی راہ میں لڑے اور جن لوگوں نے انہیں جگہ دی - اور ان کی مدد کی ، وہی سچے مسلمان ہیں - ان کے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے ۔" (البقرہ آیت ۷۴)

حاصل یہ نکلا کہ حضرات مہاجرینؓ اور انصارؓ نے دنیا میں مل کر دین برحق کی خدمت کی آخرت میں بھی یہ اکٹھے رہینگے اور سب اللہ کی رحمت اور رضامندی سے بہرہ ور ہوں گے - جنت میں جائیں گے ۔

۱۰۔ مجاہدین کا درجہ

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ط فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ط وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا o دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ط وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا o

(النساء - آیت ۹۵ - ۹۶ ع ۱۳ - پ ۵)

ترجمہ : مسلمانوں میں سے جو لوگ بغیر کسی عذر کے گھر بیٹھے رہتے ہیں - اور وہ جو اللہ کی راہ میں جان و مال سے جہاد کرتے ہیں - دونوں برابر نہیں ہیں - اللہ نے بیٹھنے والوں پر جان و مال سے جہاد کرنے والوں کا درجہ بڑھا دیا ہے - اگرچہ ہر ایک سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ کیا ہے - اور اللہ نے لڑنے والوں کو بیٹھنے والوں سے اجر عظیم میں زیادہ کیا ہے - ان کے لئے اللہ کی طرف سے بڑے درجے ہیں - اور مغفرت ہے - اور اللہ معاف کرنے والا رحم کرنے والا ہے ۔

قاعدین (بیٹھ رہنے والوں) پر مجاہدین (جہاد کرنے والوں) کو فضیلت حاصل ہے۔

بقول حضرت ابن عباسؓ یہ حضرات غزوۂ بدر میں شریک ہونے والے اور نہ حاضر ہونے والے ہیں - مجاہدین جن کو بیٹھ رہنے والوں پر فضیلت دی گئی ہے - وہ حضرات ہیں جو تندرست ہوں - اندھے ، لنگڑے لولے اور بیمار جو معذور ہیں - وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں -

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ تم جس جہاد کے لئے سفر کرو اور جس جنگل میں کوچ کرو وہ تمہارے ساتھ اجر میں یکساں ہیں صحابہؓ نے کہا باوجودیکہ وہ مدینہ میں مقیم ہیں - آپؐ نے فرمایا ، ہاں اس لئے کہ انہیں عذر نے روک رکھا تھا - ابن کثیرؒ

' قاعدین نیت صحیح رکھتے تھے - جہاد کا جذبہ قلوب میں موجزن تھا - اس لئے شرکت نہ کرنے کی وجہ سے ثواب سے محروم نہیں کئے گئے ' قاعدین ' سے ... جہاد سے جی چرانے والے مراد نہیں ہو سکتے -

حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی مدظلہ العالی فرماتے ہیں :-

" خروج الی القتال کے اعتبار سے مسلمانوں کی چار قسمیں ہیں تین قسمیں اس آیت میں مذکور ہیں - قاعد ، مجاہد ، اولی الضرر

قاعد جو جنگ میں جانے کے لئے تیار ہیں - لیکن روانگی کا حکم نہیں ملا - مجاہد جو میدانِ جنگ میں مال و جان قربان کر رہے ہیں - اولی الضرر معذور جو جنگ میں جانے کے قابل نہیں ہیں - ان مخلصین میں سے ہر ایک کو اللہ تعالیٰ کارکردگی کے لحاظ سے درجات مغفرت اور رحمت عطا فرمائے گا ۔"

حدیث : جنت تلواروں کے سایہ کے نیچے ہے - (بخاری - کتاب الجہاد)

حدیث - حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کہتے ہیں ، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مارا جاتا ہے وہ جنت میں جاتا ہے ۔ (بخاری - کتاب الجہاد)

۱۱ - ایمان اور جہاد کی دعوت

(۱) تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ط ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ o (الصف آیت ۱۱)

ترجمہ - تم اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاؤ - اور تم اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرو - یہی تمہارے لئے بہتر ہے - اگر تم جانتے ہو -

اس جان و مال کے سودے کا بدلہ ہے (۱) دردناک عذاب سے بچاؤ (۲) گناہوں کی معافی (۳) جنت کا ملنا جو بہت بڑی کامیابی کا باعث ہے -

(۲) اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ o

(التوبہ آیت ۴۱)

ترجمہ - تم ہلکے ہو یا بوجھل نکلو - اور اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں لڑو - یہ تمہارے حق میں بہتر ہے - اگر تم سمجھتے ہو -

حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی مدظلہٗ فرماتے ہیں -

' لہٰذا اگر نصرتِ دینِ متین کی سعادت چاہتے ہو - تو جس وقت حکم ملے - فوراً نکل پڑو - خواہ ساز و سامان کی بہتات ہو یا نہ ہو ۔"

حضرت ابن کثیرؒ فرماتے ہیں -

" بہت سے بزرگوں سے خفافاً و ثقالاً کی تفسیر جوان اور بوڑھے مروی ہے - الغرض جوان ہوں ، بوڑھے ہوں ، امیر ہوں ، فارغ ہوں مشغول ہوں ، خوشحال ہوں یا تنگ دل ہوں - بھاری ہوں یا ہلکے ، حاجتمند ہوں - کاریگر ہوں آسانی والے ہوں سختی والے ہوں - پیشہ ور ہوں یا تجارتی ہوں ، قوی ہوں یا کمزور - جس حالت میں بھی ہوں - بلا عذر کھڑے ہو جائیں اور راہِ خدا میں جہاد کے لئے نکل آئیں ۔"

ایک مثال

حضرت خالد بن ولید سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے قریباً سوا سو لڑائیوں میں شرکت فرمائی جسم مبارک میں ایک بالشت بھر حصہ تیروں اور تلواروں کے زخموں سے بچا ہوا نہ تھا - اکثر فرمایا کرتے " مجھے میدانِ جنگ کی وہ رات جس رات دشمن سے مقابلہ ہو شب عروسی سے زیادہ پیاری ہے " ۔

آخر وقت میں جب اپنی زندگی کے خاتمے کے آثار معلوم کئے تو فرمایا " افسوس میری ساری زندگی میدانِ جنگ میں گزری - اور آج بستر مرگ پر جانور کی طرح ایڑیاں رگڑ کر جان دے رہا ہوں ۔"

سیر الصحابہؓ مہاجرین حصہ دوم

دوسری مثال

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید بن عامر بن خدیمؓ کو حمص کا گورنر مقرر فرمایا تھا - آپ کی بود و باش بالکل سادہ اور فقیرانہ تھی - وظیفہ جو ملتا وہ بھی اپنی ضروریات پر نہ

بستے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب آپ کی اس حالت کا پتہ چلا تو ایک ہزار دینار آپ کی خدمت میں روانہ فرمایا۔ آپ نے اپنی اہلیہ محترمہ کو فرمایا "لو دُنیا فتنوں کو لے کر میرے پاس آئی ہے"۔ ساری رات آپ نے عبادت میں گزار دی۔ دوسرے دن صبح کو اسلامی لشکر کا ادھر سے گزر ہوا آپ نے یہ ساری رقم ان کے حوالے کر دی۔ تاکہ ان کی ضرورتیں پوری ہو سکیں۔

جانی و مالی قربانی کی یہ کتنی بلند پایہ مثالیں ہیں۔ جن کی بدولت اللہ تعالیٰ نے ہمارے اسلاف کو دین و دُنیا و آخرت کی بھلائیاں عطا فرمائیں۔ ہمیں بھی ان کے نقشِ قدم پر چل کر کامیابی سے ہمکنار ہونا چاہئے۔

۱۲۔ آخرت کی بھلائی

مال کے صحیح مصرف سے آخرت کی بھلائی بھی مل سکتی ہے۔ صرف اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے جو خرچ کرو گے۔ اس کا بڑا اجر پاؤ گے۔

(۱) وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى ۝ الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى ۝ وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَى ۝ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَى ۝ وَلَسَوْفَ يَرْضَى ۝

(الیل آیت ۱۷ تا ۲۱)

ترجمہ۔ اور اس آگ سے وہ بڑا پرہیزگار دُور رہے گا۔ جو اپنا مال دیتا ہے۔ تاکہ وہ پاک ہو جائے۔ اور اس پر کسی کا کوئی احسان نہیں۔ کہ جس کا بدلہ دیا جائے۔ وہ تو صرف اپنے سب سے برتر رب کی رضامندی کے لئے دیتا ہے۔ اور وہ عنقریب خوش ہو جائیگا

"فرمایا جہنم سے دوری اسے حاصل ہوگی جو تقویٰ شعار، پرہیزگار اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہو۔ جو اپنے مال کو اللہ کی راہ میں دے۔ تاکہ خود بھی پاک ہو جائے۔ اور اپنی چیزوں کو بھی پاک کر لے۔ اور دین و دنیا میں پاکیزگی حاصل کر لے۔ یہ اس لئے کسی کے ساتھ سلوک نہیں کرتا کہ اس کا بھی کوئی احسان اس پر ہے۔ بلکہ اس کے لئے آخرت میں جنت عطا ہو۔ اور وہاں اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہو۔ پھر فرمایا یقین جانئے ایسی صفتوں والے شخص سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے گا۔"

(تفسیر ابن کثیرؒ)

نیز تفسیر ابن کثیرؒ میں وارد ہے کہ اولین مصداق ان آیات کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ پرہیزگار تھے۔ سخی تھے۔ اپنا مال اطاعت اللہ و اطاعت الرسولؐ میں دل کھول کر خرچ فرماتے تھے۔ ہر ایک کے ساتھ احسان و سلوک فرماتے۔ آپ کو اس سے کوئی دُنیا کا فائدہ مدِ نظر نہ تھا صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی مقصود تھی۔

(۲) قارون جو وافر دھن و دولت رکھتا تھا اسے کہا گیا۔

وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَأَحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ ط إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ۝

(القصص آیت ۷۷)

ترجمہ۔ اور جو کچھ تجھے اللہ نے دیا ہے۔ اس سے آخرت کا گھر حاصل کر۔ اور اپنا حصہ دنیا میں نہ بھول۔ اور بھلائی کر جس طرح اللہ نے تیرے ساتھ بھلائی کی ہے اور ملک میں فساد کا خواہاں نہ ہو۔ بے شک اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

"اس دولت سے کچھ آخرت کے لئے بنا لو۔ اور زمین میں رہ کر فساد نہ کرو۔"

(از شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی)

"خرابی نہ ڈال۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام کی ضد نہ کر۔ اور اپنا حصہ نہ بھول دُنیا سے۔ یعنی حصے موافق کھا پہن۔ اور زیادہ مال سے آخرت کما۔"

(موضح القرآن)

۱۳۔ امتحان

اللہ تعالیٰ مال و اولاد دے کر اپنے بندوں کو آزماتا ہے۔

(۱) إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۚ وَاللَّهُ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ

(التغابن آیت ۱۵)

ترجمہ۔ تمہارے مال اور اولاد تمہارے لئے محض آزمائش ہیں۔ اور اللہ کے پاس تو بڑا اجر ہے۔

حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ فرماتے ہیں۔

"اموال اور اولاد فتنہ یعنی امتحان ہیں۔ لہٰذا ان سے قطع تعلق بھی نہ کیا جائے ورنہ رہبانیت ممنوعہ لازم آئے گی۔ اور ان کے پھندے میں پھنس کر فرض منصبی سے بھی انسان غافل نہ ہونے پائے"

(۲) وَاعْلَمُوا أَنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَأَنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ (الانفال آیت ۲۸)

ترجمہ۔ اور جان لو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد ایک امتحان کی چیز ہے۔ اور بے شک اللہ کے ہاں بڑا اجر ہے۔

"آدمی اکثر مال و اولاد کی خاطر خدا کی اور بندوں کی چوری کرتا ہے۔ اس لئے متنبہ فرمایا۔ کہ امانتداری کی جو قیمت خدا کے یہاں ہے۔ وہ یہاں کے مال و اولاد سب سے بڑھ کر ہے۔"

(از حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ)

اس امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کی کوشش میں لگاتار لگے رہو۔

حدیث۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ درہم و دینار کا بندہ، سیاہ کمبل کا بندہ برباد ہو۔ اگر اس کو دے دیا جائے تو خوش ہو جاتا ہے۔ نہ دیا جائے تو ناراض ہوتا ہے

(بخاری شریف۔ کتاب الرقاق)

حدیث۔ حضرت کعب بن عیاض رضؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر قوم اور ہر اُمت کے لئے ایک فتنہ ہے۔ اور میری اُمت کا فتنہ (خدا کی آزمائش) مال ہے۔ (مشکوٰۃ کتاب الرقاق)

اس امتحان میں کامیاب ہونے والوں کے لئے اللہ کی طرف سے بشارت ہے ان پر رب کی مہربانیاں ہوں گی۔ رحمت ہوگی اور ہدایت یافتہ ہوں گے۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ط وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۝

(البقرہ آیت ۱۵۵)

ترجمہ۔ اور ہم تمہیں کچھ خوف۔ اور بھوک۔ اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے ضرور آزمائیں گے۔ اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دو۔

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحبؒ

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

جناب الٰہی عبدالرحمٰن صاحب لدھیانوی 

قرآن کا دل (سورۂ یٰسین)

ارشادات نبوی ؐ

(۱) حضرت انس رضؓ کہتے ہیں۔ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر شئے کا دل ہُوا کرتا ہے اور قرآن کا دل یٰسین ہے۔ جو شخص یٰسین پڑھتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اُس کے واسطے دس مرتبہ قرآن کی تلاوت تحریر فرماتا ہے

(۲) حضرت ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں نبی کریم ؐ نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے آسمان اور زمین کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے طٰہٰ اور یٰسین کو تلاوت فرمایا۔ فرشتوں نے سُنا اور کہنے لگے مبارک ہیں وہ لوگ جن پر یہ سورتیں نازل ہونگی اور مبارک ہیں وہ لوگ جن کے سینے ان کو محفوظ کریں گے اور مبارک ہیں وہ زبانیں جو ان کو پڑھینگی

(۳) حضرت عطاء ابن ابی رباح رضؓ کہتے ہیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ابتدائے دن میں یٰسین پڑھے گا اللہ تعالےٰ اس کی تمام حاجتیں پوری فرمائیگا

(۴) حضرت معقل بن یسار رضؓ مزنی کہتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص خدا کی رضامندی کیلئے یٰسین کو پڑھے گا۔ اللہ تعالےٰ اس کے تمام پچھلے گناہ معاف فرمائے گا۔ لہذا تم کو چاہیئے کہ اپنے مُردوں کے لئے پڑھا کرو (مشکوٰۃ باب فضائل قرآن)

(۵) حضرت معقل ابن یسار رضؓ کہتے ہیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اپنے مُردوں پر یٰسین پڑھا کرو۔

(۶) ابن حبان رضؓ نے اپنی صحیح میں جندب ابن عبداللہ رضؓ کے ذریعہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی شب کے وقت اللہ کے لئے اس سورۃ کو پڑھیگا۔ صبح کو گناہوں سے پاک ہو کر اُٹھیگا۔ یعنی اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

امام احمد رحؒ نے بھی اس بارہ میں ایک حدیث نقل کی ہے۔ جس میں یہ بھی ہے کہ اس سورۃ کے پڑھنے سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

(۷) حارث ابن اسامہ رضؓ نے اپنی مسند میں رفعاً روایت کی ہے کہ جو کوئی یٰسین پڑھیگا اگر خائف ہے تو امن میں ہو جائیگا۔ اگر بیمار ہے تو شفا پائے گا۔ اگر بھوکا ہے۔ تو شکم سیر ہو جائے گا۔

بزرگان دین نے فرمایا ہے کہ ہر سختی کے وقت یٰسین پڑھنا چاہیئے۔ اسکی برکت سے وہ سختی دُور ہو جاتی ہے۔ حاجت پوری ہوتی ہے اور موت کے وقت پڑھنے سے میّت کی روح آسانی سے نکلتی ہے اور ایمان نصیب ہوتا ہے اور بہت سی مہمات کیلئے اس مبارک سورہ کا پڑھنا اکسیر کا حکم رکھتا ہے بارہا تجربہ میں آیا ہے جب کلمات سحر میں اثر ہو تو اس میں ہونا کیا تعجب کی بات ہے۔ ایک فائدہ اس سورۃ کا یہ ہے۔ جس کام کے لئے اس کو اکتالیس بار پڑھا جائے وہ ضرور پورا ہو

خصوصاً اس سورۃ کے مطالب عالیہ نفس کو خواب غفلت سے بیدار کرنے دُنیا اور اس کے مزخرفات سے بیزار کرنے اور خدا تعالےٰ کی عجیب قدرت یاد دلانے میں عجیب اثر پیدا کرتے ہیں۔

مُردوں پر پڑھنے کے لئے اس لئے فرمایا کہ اس میں ذکر احیائے موتیٰ و نفخ صُور ہے۔ مُردوں کے عذاب کی تخفیف میں یہ سورۃ خاص اثر رکھتی ہے۔

اس تمام سورۃ میں اصل الاصُول تین ہی باتیں ہیں۔ (۱) توحید (۲) اقرار رسالت (۳) اعتقاد حشر۔ مکّہ کے کافر آنحضرت ؐ کو کہتے تھے کہ تو خدا تعالےٰ کا بھیجا ہُوا نہیں ہے خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ اے سیّد البشر تو سچّا رسول ہے۔

اس سورۃ میں رسالت کو تو کئی مقام پر ثابت کر دیا ہے۔ ایک بار تو شروع ہی میں فرما دیا۔ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ پ ۲۲۔ ع ۱۷۔ ترجمہ۔ قرآن حکمت والے کی قسم ہے۔ بے شک آپ رسولوں میں سے ہیں۔

اس کو سب سے پہلے اس لئے ذکر کیا کہ جبتک انسان رسولوں پر ایمان نہیں لائیگا اس کے کہنے سے حشر اور اس کے صفات کا کب قائل ہوگا۔ اس لئے کہ یہ باتیں تجربہ اور احساس سے باہر ہیں۔ اور براہین عقلیہ میں باہم تعارض (ٹکر) ہو جاتا ہے اور وہم عقل اندازی کرتا ہے۔ ان باتوں کا کامل یقین تو اس کے فرستادہ یعنی رسول ؐ کے کہنے سے ہو سکتا ہے۔ مکّہ کے لوگوں میں حضرت اسمٰعیل ؑ کے بعد کوئی پیغمبر نہیں آیا تھا وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ میں بھی رسول کا ذکر کیا ہے ہم نے اپنے پیغمبر کو شعر نہیں سکھایا اور یہ اُس کی شان کے لائق بھی نہیں ہے

توحید اور حشر پر ایمان لانا اس آیت سے شروع ہوتا ہے۔ وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۚ پ ۲۳ ع ۲ سے شروع کرکے چند دلائل سے اسکو ثابت کر دیا۔ اور حشر کے مسئلہ کو اخیر میں بڑے زور سے اُن کا انکار نقل کرکے وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ۭ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ۝ پ ۲۳ ع ۴۔ ترجمہ۔ اور ہماری نسبت باتیں بنانے لگا اور اپنا پیدا ہونا بھول گیا۔ کہنے لگا۔ بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کر سکتا ہے۔

ثابت کیا اور آخیر میں اس لئے کہ حشر بھی دنیا کا اخیر ہی ہوتا ہے اور اس بات کے ثبوت میں اپنی قدرت غیر متناہی کے جتلانے کے لئے دلائل بیان کرتا چلا آتا ہے۔ اس لئے ختم کلام کے موقعہ پر ان دونوں باتوں کو نتیجہ کے طور پر ثابت کرتا ہے فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ میں توحید کو ثابت کیا۔ اوّل تو لفظ سُبحان ہی اس کی تنزیہ و تقدیس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ شریک و سہیم و مثل و نظیر اور عجز و حدوث، والد و مولود سب نقصان کی چیزوں سے پاک ہے۔ نہ اس کو جورو کی حاجت۔ نہ بیٹے کی ضرورت، نہ کسی جسم میں حلول کرنیکی احتیاج، نہ کسی مددگار کی پرواہ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ اُس کے ہاتھ میں یعنے قبضہ میں ہر شئے کی حکومت ہے۔ یہ جملہ تنزیہ کے لئے بھی دلیل ہے آئندہ دوسری بات حشر برپا کرنے کے لئے بھی دلیل ہے۔ کیونکہ جب اس کے قبضہ میں ہر چیز کی حکومت ہے تو مر کر دوسری بار زندہ کرنے کے بھی وہ قادر ہے۔ اس لئے اس کے بعد وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ فرمایا۔ کہ اُسی کے پاس لوٹ کر جاؤگے یعنی حشر برپا ہوگا۔ مر کر زندہ ہوگے۔ اور خدا تعا کے سامنے کھڑا ہونا ہوگا۔

اس سورہ کو دل اس لئے کہا کہ اس سورۃ میں اعتقادیات ہی ہیں جو دل میں رہا کرتے ہیں یا یوں کہو کہ قرآن مجید کے امہات المطالب یہی تین باتیں ہیں اور باقی ان کے متمم

یا محافظ یا فروع ہیں اور یہی باتیں لُبِّ لباب ہیں اور اعلیٰ تر ہیں اور عمدہ و اعلیٰ چیز کو انسان کے دل سے تشبیہ دی جا یا کرتی ہے کہ وہ بھی بدن میں سب سے عمدہ اعلیٰ اور سردار ہوتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ انسان کے جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہوتا ہے۔ اگر وہ ٹھیک رہا تو سارا جسم ٹھیک رہتا ہے۔ اور اگر وہ خراب ہو گیا تو سمجھو کہ سارا جسم ہی خراب ہو گیا۔ یاد رکھو کہ وہ دل ہے۔

حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے۔ حضور اقدسؐ نے فرمایا میری دلی آرزو ہے کہ یہ سورۃ میری امت کے ہر آدمی کے دل میں ہو (بزار)۔

سورہ یٰسین کا نام خطیب نے (۱) قلب۔ (۲) دافعہ (۳) قاضیہ (۴) معمہ لکھا ہے۔ چونکہ یہ سورہ قلب القرآن ہے۔ اس لئے تلاوت کرنے والے کی وہ مصیبت اس کے پڑھنے سے رفع ہو جاتی ہے۔ جس کا انجام اس کے حق میں بُرا ہوتا ہے اور وہ حاجت پوری ہو جاتی ہے۔ جس کا انجام اس کے حق میں اچھا ہوتا ہے نیز حسناتِ دارین۔ اس میں عموماً جمع ہیں۔ اس لئے مذکورہ بالا ناموں سے موسوم ہے۔

یہ سورہ لب لباب و خالص کتاب الٰہی ہے

توحید

پیدا کرنے والا ایک خدا ہے اور آخر میں لوٹ کر تم سب نے اُسی کی طرف جانا ہے آغاز و انجام اُسی کے ہاتھ میں ہے سمندر سے پانی نکل کر سمندر ہی میں پہنچتا ہے۔ پس مرسلین اسی ہستی ہی کی پرستش کرنے کی دعوت دے رہے ہیں اور بصیرت کی روشنی میں اُسی ایک ہی کی پرستش ہونی بھی چاہیئے۔ پس کونسی وجہ ہے کہ ہم اسکی پرستش نہ کریں۔ اب سوچو کہ تمہارے نظریات و معمولات میں کیا نقص ہے۔ تم جن دیوتاؤں کی پرستش کر رہے ہو کیا وہ واقعی دیوتا ہیں؟ کیا نفع و نقصان پہنچانا انکے قبضہ میں ہے؟ اگر اللہ تم کو کچھ دُکھ پہنچانا چاہے تو کیا تمہارے معبود اس دُکھ کو دُور کرنے کی طاقت رکھتے ہیں؟ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ خدا کے سامنے ان معبودوں کی چل نہیں سکتی۔ اگر اللہ کے ارادہ کے خلاف یہ کچھ سفارش کرنا چاہیں تو انکی سفارش مانی نہیں جا سکتی۔ انکی سفارش کا کچھ نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ پس ایسی صورت میں اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو پکڑنا کھُلی ہوئی گمراہی ہے۔ قابل پرستش وہی ہو سکتا ہے۔ جس کے ہاتھ میں آغاز و انجام کا اختیار ہو۔ اللہ ہی نے انسان کے مادہ ازلی کو پیدا کیا اور وہی سب کو مرنے کے بعد زندہ کر کے اپنے پاس جمع کرے گا۔ اور معبودان باطل کو کسی امر کا اختیار نہیں۔ لہذا پرستش کے قابل اللہ ہی ہے نہ کہ معبودانِ باطل۔

صداقت رسالت

شاعری تو انبیاء کے مناسب ہی نہیں ہے۔ حضورؐ والا کو اللہ کی طرف سے شاعری کی تعلیم نہیں دی گئی۔ نہ شاعری حضورؐ کو زیبا تھی۔ بد اطوار کفار حضورؐ اقدس کی نصیحت نہ مانتے تھے۔ حضورؐ والا جتنی کوشش کرتے۔ اتنی ہی وہ سرکشی کرتے تھے۔ بلکہ دشمنی پر کمربستہ ہو کر مسلمانوں کو دُکھ پہنچانے اور ذلیل کرنے کے پیچھے لگے رہتے تھے آپ غمگین رہا کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو تسلّی دی کہ کافروں کی باتیں سُن کر رنجیدہ نہ ہوجئے ہم ان کے ظاہری اور باطنی حالات سے واقف ہیں۔ پس آپ کو صبر کرنا چاہیئے۔

خصوصاً سید الانبیاء کو تو شاعری سے کوئی مناسبت ہی نہیں ہو سکتی۔ ان کا فرض تبلیغ ہوتا ہے۔ ان کو اللہ تعالےٰ بتلاتا ہے وہ دوسروں کو بتلاتے ہیں کہ رب العالمین نے انسان کی پرورش کے تمام اسباب پیدا کئے انبیاء کرام ہی توحید کا سبق پڑھاتے ہیں کہ معبود و مسجود الیہ ہونے کا استحقاق بھی اُسی کو ہے۔ وُہی نفع و ضرر کا مالک ہے وہی کارساز اور حاجت روا ہے۔ دوسروں سے امداد کی امید رکھنی اور غیروں کو نفع و نقصان کا مالک سمجھنا سراسر کفر ہے۔ اللہ کے مقابلہ میں کوئی بھی کسی کی مدد نہیں کر سکتا بلکہ بے جان معبودوں کے پرستار تو اپنے معبودوں سے زیادہ طاقتور ہیں۔

مسئلہ حشر

انسان کوتاہ فہم بے عقل چیزوں کی طرح یہ سمجھتا ہے کہ فنا ہونے کے بعد ان کا اعادہ اور ظہور نہیں ہو سکتا۔ اس کو معلوم نہیں کہ ہاتھ پاؤں یا زبان کی کوئی حرکت فنا نہیں ہوتی۔ چھپ جاتی ہے۔ موت انسانی مادی حیات کے اخفاء کا نام ہے۔ اور پوشیدہ چیز کا ظاہر ہو جانا ناممکن نہیں قدرت کی تمام نیرنگیاں مخفی ہو جانے کے بعد پھر نمودار ہو جاتی ہیں۔ ہر رنگ پس پردہ ہونے کے بعد پھر نظر کے سامنے آ جاتا ہے۔

تفسیر اوّل

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۔ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ پ ۲۳ ع ۲۴۔ ترجمہ اس کی تو یہ شان ہے۔ کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اتنا ہی فرما دیتا ہے کہ ہو سو وہ ہو جاتی ہے۔ پس وہ ذات پاک ہے۔ جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا کامل اختیار ہے۔ اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

بعض لوگ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ حشر جسمانی ناممکن ہے۔ سزا جزا صرف رُوحانی ہو گی۔ کوئی تناسخ اور آواگون کی طرف دوڑا کسی نے تخلیق اوّل ہی کا انکار کر دیا۔ عالم کو قدیم مانا۔ اللہ کی ہستی کو ہیچ جانا۔ وجود باری کو صرف نتیجہ توہم مانا اور عالم کو خود بخود بغیر کسی فاعلِ مختار اور خلاق حکمران کے خیال کیا۔ کسی نے اللہ کو محض حکمران سمجھا اُس کے خالق ہونے سے انکار کر دیا۔ دنیوی صنّاعوں پر اس کو قیاس کیا۔ مادہ اور روح کو قدیم سمجھتے ہوئے دونوں میں ربط پیدا کرنے والا اللہ کو قرار دیا اور تخلیق کے یہی معنی پیدا کئے (جیسا کہ آریہ مذہب کا خیال ہے)

غور کرو دریا میں حباب اُٹھتے ہیں۔ سُورج سے شعاعیں نکلتی ہیں۔ روشنی پیدا کرتی ہیں۔ پانی کے حباب کیا ہیں؟ لہروں کی نیرنگی کے نتائج حباب کو پیدا کرنے کیلئے نہ کسی خارجی مادہ کی ضرورت ہے نہ عملی اور دست عمل کی سُورج چاند اور ستاروں سے کرنیں نکلنے کے لئے کسی قدیم قوامی مادہ کی ضرورت نہیں۔ صرف آفتاب۔ مہتاب اور نجوم و کواکب کی ہستی کافی ہے۔ آگ سے روشنی پیدا ہونے کے لئے کسی دُوسرے مادہ کو ڈھونڈنا نہیں پڑتا۔ اسی طرح تمام اجسام کی تمام کیفیات ہیں۔ پھولوں کی خوشبو کا کوئی مادہ نہیں۔ رنگ کا کوئی جدا قوام نہیں۔ حرکت زمانہ سردی گرمی آواز اور اسی طرح کے تمام حالات درحقیقت اجسام کے خاص خاص حالات کا نام ہے۔ تمام اغراض کا مادہ کوئی جدید نہیں ہوتا۔ اجسام کے مادہ ہی کی یہ تمام نیرنگیاں ہیں۔ لیکن یہ تمام نیرنگیاں اضطراری ہیں۔ ان میں اجسام کے اختیار کو کوئی دخل نہیں۔

مگر قرآن کہتا ہے کہ یہ سارا سنسار اپنی

اصلی ہستی نہیں رکھتا۔ اس کا وجود مستقل نہیں ہے۔ یہ ایک اور ہستی کا تابع ہے اور حقیقت میں اسی ہستی کا نام وجود ہے وہ ہستی ایک ہی ہے۔ یہ تمام کائنات اسکی ذات کی لہریں۔ کرنیں اور پرتو ہیں مگر واجب الوجود کی لہریں شعائیں اور خوشبو مادی اجسام کی لہروں شعاؤں اور خوشبو کی طرح نہیں۔ اس کی ذات میں ارادہ کی لہر اُٹھتی ہے۔ مادہ کی نہیں۔ اس کی ذات سے اختیاری شعاع نکلتی ہے اضطراری نہیں پس اس کے ارادہ کا ذات میں نمودار ہونا ہی وجود کائنات ہے۔ اس کی ذات جب کسی چیز کے ہونے کا ارادہ کرتی ہے تو وہ چیز نمودار ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اس کا ارادہ ایک ذاتی لہر ہے۔ ایک ذاتی شعاع ہے۔ اس لہر اور شعاع کا نام ہی سنسار ہے۔ پس فرق اختیار اور اضطرار کا ہے۔ اس کی ارادی شعائیں اس کے قبضہ و اختیار میں ہیں۔ اس کی لہریں اس کے زیر حکم ہیں۔

پس تخلیق الٰہی صرف اس کا ارادہ ذاتی ہے جب وہ کسی چیز کے ہونے کا ارادہ کرتا ہے وہ چیز ہو جاتی ہے۔ ہر چیز کی حکومت و اختیار اسی کے دست قدرت میں ہے اور ہر چیز اسی کی طرف لوٹ کر چلی جاتی ہے۔

تفسیر دوم

(۲) انسان اپنی اصل کو یاد نہیں رکھتا کہ وہ ایک ناچیز قطرہ تھا۔ خدا نے کیا سے کیا بنا دیا۔ اس پانی کی بوند کو وہ زور اور قوت گویائی عطا کی کہ بات بات پر جھگڑنے اور باتیں بنانے لگا۔ حتیٰ کہ آج اپنی حد سے بڑھ کر خالق کے مقابلہ میں خم ٹھونک کر کھڑا ہو گیا دیکھتے ہو خدا پر کیسے فقرے چسپاں کرتا ہے۔ گویا اس قادر مطلق کو عاجز مخلوق کی طرح فرض کر لیا ہے جو کہتا ہے کہ آخر جب بدن گل سڑ کر صرف ہڈیاں رہ گئیں۔ وہ بھی بوسیدہ پرانی اور کھوکھری تو انہیں دوبارہ کون زندہ کرے گا۔ تو اُسے ایسا سوال کرتے وقت اپنی پیدائش یاد نہیں رہی۔ ورنہ اس قطرہ ناچیز کو ایسے الفاظ کہنے کی جرأت نہ ہوتی۔ اپنی اصل پر.... نظر کرکے کچھ شرمانا اور کچھ عقل سے کام لے کر اپنے سوال کا جواب بھی حاصل کر لینا۔ جس نے پہلی مرتبہ ان ہڈیوں میں جان ڈالی اُسے دوسری بار جان ڈالنا کیا مشکل ہے۔ بلکہ پہلے سے زیادہ آسان ہونا چاہیئے اور اس قادر مطلق کے لیئے تو سب ہی چیز آسان ہے پہلی مرتبہ ہو یا دوسری مرتبہ۔ وہ ہر طرح بنانا جانتا ہے۔ بدن کے اجزا اور ہڈیوں کے ریزے جہاں کہیں منتشر ہو گئے ہوں۔ اُن کا ایک ایک ذرّہ اس کے علم میں ہے۔ جس نے آسمان و زمین جیسی بڑی بڑی چیزیں پیدا کیں اُسے ان کافروں جیسی چھوٹی چیزوں کا پیدا کر دینا کیا مشکل ہے۔ کسی چھوٹی بڑی چیز کے پہلی مرتبہ یا دوبارہ بنانے میں اُسے دقت ہی کیا ہو سکتی ہے۔ اس کے ہاں تو بس ارادہ کی دیر ہے۔ جہاں کسی چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ کیا اور کہا ہو جا فوراً ہوئی رکھی ہے۔ ایک سیکنڈ کی تاخیر نہیں ہو سکتی۔

وہ اعلیٰ ترین ہستی جس کے ہاتھ میں فی الحال بھی اوپر سے نیچے تک تمام مخلوقات کی باگ ڈور ہے اور آئندہ بھی اُسی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے۔ وہ عجز و سفہ اور ہر قسم کے عیب و نقص سے پاک ہے (حضرت مولانا عثمانیؒ)

لباب میں بتصحیح حاکم ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ عاص بن وائل ایک بوسیدہ ہڈی لیکر حضور نبویؐ میں حاضر ہوا اور اس کو چٹکی سے مل کر کہنے لگا کہ کیا یہ ایسی حالت کے بعد زندہ ہوگی۔ آپ نے فرمایا ہاں اور تو دوزخ میں جائے گا۔

تفسیر سوم

(۳) کیا اس آدمی کو جو بعثت کا انکار کرتا ہے یہ معلوم نہیں کہ ہم نے اس کو ایک حقیر نطفہ سے پیدا کیا۔ جس کا مقتضا تو یہ تھا کہ اپنی اس ابتدائی حالت کو یاد کرکے اولاً بوجہ اپنی حقارت اور خالق کی عظمت کے جرأتِ انکار و گستاخی اعتراض سے طبعاً شرمانا۔ دوسرے خود اس حالت سے صحت بعث پر عقلاً دلیل پکڑنا۔ سو اس نے ایسا نہ کیا۔ بلکہ وُہ علانیہ اعتراض کرنے لگا۔ کہ اس نے ہماری شان میں ایک عجیب مضمون بیان کیا۔ عجب اس لئے کہ اس سے انکار قدرت لازم آتا ہے اور اپنی اصل کو بھول گیا۔ کہ نطفہ حقیر ہے جس سے ہم نے اس کو انسان بنایا ہے۔ ورنہ طبعاً و عقلاً ایسی بات نہ کہتا۔ اگر اپنی عقل کو نہ بھولتا۔ کہتا ہے کہ ہڈیوں کو بالخصوص جبکہ وہ بوسیدہ ہو گئی ہوں۔ کون زندہ کر دے گا۔ آپ جواب دے دیجئے کہ ان کو وہ زندہ کریگا۔ جس نے اول بار میں ان کو پیدا کیا ہے۔ جبکہ وہ حیات سے بہت بعید نہیں اور اب تو وہ ایک بار حیات قبول بھی کر چکی ہیں اور وہ سب طرح کا پیدا کرنا جانتا ہے۔ ابداع بھی اور اعادہ بھی اس کو کچھ مشکل نہیں ہے۔ وہ ایسا قادر مطلق ہے کہ بعض ہرے درخت سے تمہارے لئے آگ پیدا کر دیتا ہے۔ پھر تم اُس سے اور آگ سلگا لیتے ہو۔ چنانچہ عرب میں ایک درخت مرخ تھا۔ اور ایک عفار۔ اُن سے چقماق کا کام لیتے تھے پس جب پانی میں کہ سبزی اُسی کا اثر ہے۔ آگ پیدا کر دیتے ہیں تو جماد میں حیات پیدا کر دینا کیا مشکل ہے۔ کیونکہ وہاں تو آگ کے ساتھ پانی بھی رہتا ہے اور یہاں تو حیات کے ساتھ جمادیت نہیں رہیگی تو وہ اس زندہ کرنے سے بھی زیادہ عجیب ہے۔ اور جس نے آسمان و زمین پیدا کئے ہیں کیا وہ اس پر قادر نہیں ہے کہ ان جیسے آدمیوں کو دوبارہ پیدا کر دے۔ ضرور قادر ہے۔ بلکہ زمین و آسمان تو اور بھی بڑے ہیں اور وہ بڑا پیدا کرنیوالا خوب جاننے والا ہے اور اسکی قدرت ایسی ہے کہ جب وہ کسی چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو بس اس کا معمول تو یہ ہے کہ اس چیز کو کہہ دیتا ہے کہ ہو جا۔ بس وہ ہو جاتی ہے تو اس کو کیا بات مشکل ہو سکتی ہے بس ان سب مقدمات سے ثابت ہو گیا۔ کہ اُسکی پاک ذات ہے۔ جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا پُورا اختیار ہے۔ وہ عجز وغیرہ کے نقص سے منزہ ہے اور یہ امر سب شبہات سے سالم باقی رہ گیا تم سب کو قیامت میں اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ (بیان القرآن)

فرائض رسول

قرآن کریم اپنی اعجازی شان پُر حکمت تعلیمات اور پختہ مضامین کے لحاظ سے بڑا زبردست شاہد اس بات کا ہے کہ جو نبی اُمی اس کو لیکر آیا۔ یقیناً وُہ اللہ کا بھیجا ہوا اور بے شک و شبہ سیدھی راہ پر ہے۔ اسکی پیروی کرنے والوں کو کوئی اندیشہ منزل مقصود سے بھٹکنے کا نہیں یہ دین کا سیدھا راستہ یا قرآن حکیم خدا کا اُتارا ہوا ہے۔ جو زبردست بھی ہے کہ منکر کو سزا دیئے بغیر نہ چھوڑے اور رحم فرمانے والا بھی کہ ماننے والوں کو نوازش اور بخشش سے مالا مال کر دے۔

بہت کٹھن کام آپ کے سُپرد ہوا ہے۔ کہ اس عرب قوم کو آپ قرآن کے ذریعہ سے ہوشیار و بیدار کریں۔ جس کے پاس صدیوں سے کوئی جگانے والا نہیں بھیجا تھا۔ وہ جاہل و غافل قوم جسے نہ خدا کی خبر نہ آخرت کی نہ ماضی سے عبرت نہ مستقبل کی فکر۔ نہ مبدا پر نظر نہ منتہا پر نہ نیک و بد کی تمیز نہ بھلے بُرے کا شعور اس کو اتنی ممتد جہالت و غفلت کی اندھیریوں سے نکال کر رشد و ہدایت کی صاف سڑک پر

لا کھڑا کرنا کوئی معمولی اور سہل کام نہیں ہے بلاشبہ آپ پوری قوت اور زور شور کے ساتھ ان کو اس غفلت و جہالت کے خوفناک نتائج اور بھیانک مستقبل سے ڈرا کر فلاح و بہبود کے اعلےٰ مدارج پر پہنچانے کی کوشش کریں گے تاکہ یہ قوم اپنی اعلےٰ کامیابی سے تمام عالم کے لئے کامیابی کا دروازہ کھول دے۔ لیکن بہت افراد وہ ملیں گے جو کسی قسم کی نصیحت پر کان دھرنے والے نہیں۔ اسی لئے اُن پر شیطان پوری طرح مسلط ہو جاتا ہے جو انکی حماقتوں اور شرارتوں کو اُنکی نگاہ میں خوشنما کرکے دکھلاتا ہے اور اگلے پچھلے سب حالات کو خواہ کتنے ہی گندے ہوں خوبصورت بنا کر ظاہر کرتا ہے۔ آخر یہ لوگ دوسری زندگی سے بالکل منکر ہو کر اپنی نفسانی خواہشات ہی کو قبلۂ مقصود ٹھہرا لیتے ہیں۔ اس وقت ایک طرف سے شیطان کی بات "مخلصین کے سوا میں سب کو بہکا کر رہوں گا" سچی ہوتی ہے اور دوسری طرف حق تعالےٰ کا قول "تجھ سے اور تیرے پیروؤں سے دوزخ کو بھروں گا" ثابت اور چسپاں ہو جاتا ہے۔ باقی علم الٰہی میں تو ازل سے ثابت ہے کہ فلاں قوم کے فلاں فلاں افراد اپنی بدتمیزی اور لاپروائی سے شیطان کے اغوا میں پھنس کر عذاب الٰہی کے مستحق ہوں گے۔ ایسے لوگوں کے راہ پر آنے اور ماننے کی کیا توقع ہو سکتی ہے۔ پس آپ کو سلسلۂ انذار اور اصلاح میں اگر ایسے ہمت شکن واقعات کا مقابلہ کرنا پڑے تو ملول و غمگین نہ ہوں اپنا فرض ادا کئے جائیں اور نتیجہ کو خدا کے سپرد کریں۔ جب خود ہمارے ساتھ ان کا یہ معاملہ ہے تو آپ انکی بات سے غمگین اور دلگیر نہ ہوں۔ اپنا فرض ادا کرکے ہمارے حوالہ کریں۔ ہم انکے ظاہری اور باطنی احوال سے خوب واقف ہیں۔ ٹھیک ٹھیک بھگتان کر دیں گے۔

دلائل توحید

(۱) خشک زمین کو خدا تروتازہ کرتا ہے۔ اس میں کھیتیاں باغ اور چشمے پیدا کرتا ہے یہ چیزیں تمہاری بنائی ہوئی نہ تھیں۔ نہ تمہارے معبودوں کی پھر بھی تم شکر نہیں کرتے خالص اللہ کی عبادت نہیں کرتے اور اس کے ساتھ اوروں کو شریک ٹھہراتے ہو۔

اس نے زمین کی نباتات ہر قسم کی پیدا کی اور تمہارے جوڑے بنائے اور سب چیزوں کے جوڑے بنائے۔ جن کو تم نہیں جانتے۔ خدا کا کوئی مثل نہیں۔ وہی پرستش کے لائق ہے

(۲) پانی کی سطح پر ہم تم کو کشتی پر سوار کرا کر کس طرح پھراتے ہیں اور ڈوبنے سے حفاظت کرتے ہیں اور خشکی میں جانوروں کی پیٹھ پر کس طرح سوار کراتے ہیں۔

(۳) اندھیری رات میں سے وہی دن نکالتا ہے اور روشنی کے بعد تاریکی کر دیتا ہے۔ اسی طرح چاند کے لئے منزلیں مقرر کر دی ہیں۔ ہر ایک ستارہ اپنی اپنی جگہ پر اس طرح سے حرکت کرتا ہے۔ گویا دریا میں مچھلیاں تیرتی ہیں۔ آسمان بمنزلہ دریا کے ہے۔ خدا کے کام میں کسی کو شرکت نہیں ہے۔ رات کی تاریکی پر دن کی چادر پڑی ہوئی ہے۔ جس وقت یہ نور کی چادر اوپر سے اُتار لی جاتی ہے۔ لوگ اندھیرے میں پڑے رہ جاتے ہیں۔ اس کے بعد پھر سورج اپنی مقررہ رفتار سے معین وقت پر آ کر سب جگہ اجالا کرتا ہے۔ لیل و نہار کے ان تقلبات پر قیاس کرکے سمجھ لو کہ اسی طرح اللہ تعالےٰ عالم کو فنا کرکے دوبارہ زندہ کر سکتا ہے۔ اور بیشک وہی ایک خدا لائق پرستش ہے۔ جس کے

به بندِ صوفی و مُلّا اسیری
حیات از حکمتِ قرآں نگیری
بہ آیاتش ترا کارے جزایں نیست
کہ از یٰسین او آساں بمیری

(ڈاکٹر اقبال مرحوم)

ہاتھ میں ان عظیم الشان انقلابات کی باگ ہے جن سے ہم کو مختلف قسم کے فوائد پہنچتے ہیں نیز جو قادر مطلق رات کو دن سے تبدیل کرتا ہے۔ کیا کچھ بعید ہے کہ بذریعہ آفتاب رسالت کے دُنیا سے جہالت کی تاریکیوں کو دور کر دے۔ لیکن رات دن اور چاند و سُورج کے طلوع و غروب کی طرح ہر کام اپنے وقت پر ہوتا ہے۔

قیامت کے دن جنتی اور دوزخی علیحدہ علیحدہ کیئے جائیں گے۔ جنتیوں کو انعام و اکرام مرحمت فرمائے جائیں گے۔ جس چیز کی جنتیوں کے دل میں تمنا ہوگی۔ وہی دی جائیگی۔ مہربان پروردگار کی طرف سے جنتیوں کو سلام بولا جائے گا۔ اس وقت کی عزت ولذت کا کیا کہنا۔ دوزخیوں کو یاد دلایا جائے گا کہ تمہیں انبیاء کی زبانی بار بار سمجھایا گیا تھا کہ شیطان لعین کی پیروی نہ کرنا تم باز نہ آئے اب اپنی کرتوتوں کی سزا بھگتو

خلاصہ۔ ہم کو اپنی اس حکمت سے مالا مال کیا۔ قرآن کی قسم ہے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ تو ضرور ہمارے رسولوں میں کے ایک رسول ہیں اور آپ صراط مستقیم یعنی سیدھے راستہ پر ہیں۔ یہ قرآن زبردست کا اتارا ہوا ہے۔ جو تمام بنی آدم کو اپنے اس قانون پر چلنے کے لیئے مجبور کر سکتا ہے۔ بلکہ رحیم کا نازل کیا ہوا ہے۔ اس میں سراسر بہتری رکھی ہے جس طرح حکیم مشفق یا مادر مہربان مریض کو دوا پینے پر مجبور کرتے ہیں۔ اسی طرح اس کی رحمت تم سے چمٹ رہی ہے۔ عرصہ سے عالم میں تاریکی کی گھٹا چھائی ہوئی تھی۔ جو کوئی اس شمع ہدایت اور آفتاب رہنمائی کی روشنی میں نہیں آتا اور اس سے فیض نہیں اٹھاتا تو جان لو کہ وہ جنم کا اندھا اور ازلی بدنصیب ہے۔ آپ صرف عرب ہی کے لئے رسول نہ تھے۔ بلکہ سارے جہان کے لیئے۔ ازلی گمراہ رسولوں کو نہیں مانتے۔ ان کے آگے اور پیچھے دیواریں حائل ہیں۔ رسولوں کا آنا اور منکروں کا انکار کوئی نئی بات نہیں ہے۔ اس سے پیشتر بھی اصحاب القریہ کا واقعہ گزر چکا ہے۔

بندوں پر افسوس ہے کہ ان کے پاس جب کوئی رسول آیا تو اس کے ساتھ تمسخر سے پیش آئے اور یہ نہیں جانتے کہ دنیا میں سدا کوئی نہیں رہا ہے۔ پہلے لوگ کہاں گئے۔ کوئی لوٹ کر نہیں آتا۔ وہ سب خدا تعالےٰ کے پاس حاضر ہو جاتے ہیں۔ اور وہاں اپنے کیئے کا بدلہ پاتے ہیں۔

منکرین آخرت خدا تعالیٰ سے جھوٹ بولیں گے اور قسمیں کھا کر کہیں گے کہ ہم بتوں کو نہیں پوجتے تھے۔ اُن کے مونہوں پر مُہر لگا دی جائے گی۔ پھر ان کے ہاتھ پاؤں گواہی دینگے۔ جن سے وہ برا کام کیا کرتے تھے۔ اگر ہم چاہتے تو انکی آنکھیں اندھی کر دیتے پھر وہ رستہ کو ٹٹولتے اور رستہ نہ پاتے۔ حالانکہ ہم نے ایسا نہیں کیا۔ جس طرح ہم نے ظاہری آنکھیں دی ہیں۔ ہر ایک کو باطنی آنکھیں بھی عطا کی ہیں۔ لیکن وہ نہیں دیکھتے شیطان نے انکی آنکھوں پر شہوات اور لذات فانیہ کے حجاب ڈال رکھے ہیں۔ اپنے چلنے پھرنے کی قوت کو دیکھو۔ تم کو ہر طرح سے چلنے پھرنے پر قادر کیا ہے۔ اگر ہم چاہتے تو تم کو اپنی جگہ پتھر کی طرح بے حس و حرکت کرکے ڈال دیتے پھر تم آنے جانے سے عاجز ہو جاتے۔ حالانکہ ایسا نہیں کیا۔

ہمیں یقین ہے کہ مکّہ کے بہت سے لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔ اس واسطے ان پر عذاب ثابت ہوا۔ لوح محفوظ میں سب کچھ لکھا ہوا ہے کہتے ہیں کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر

گئے تو اُنکے خلیفہ حضرت شمعونؑ نے انطاکیہ شہر میں اپنے دو یاروں کو انکی تبلیغ کے لئے بھیجا تاکہ خلقت کو بت پرستی سے منع فرمائیں اور خدا تعالےٰ کو وحدہٗ لا شریک مانیں۔

ہم نے ہر ایک بات سمجھنے کی تم کو طاقت دی سمجھنے کے لئے تو عمر کا ایک معتد بہ حصہ کافی ہے زیادہ عمر ہونیکی آرزو بیکار ہے۔ بڑی عمر کے ساتھ اعضائے انسانی اور قوٰی مدرکہ بھی ضعیف ہو جاتے ہیں اللہ تعالےٰ بت پرستوں کو اپنی نعمتیں یاد دلاتا ہے کہ ہم نے ان کیلئے چار پائے پیدا کئے۔ اور ان کو انسان کے قابو میں کر دیا اور وہ ان سے طرح طرح کے فائدے اٹھاتے ہیں۔ کسی پر سوار ہوتے ہو کسی کو ذبح کرکے کھاتے ہو اور ان کے بالوں سے نفع اُٹھاتے ہو۔ دودھ پیتے ہو پھر بھی شکر نہیں کرتے۔ اللہ کے تابع نہیں ہوتے۔ بلکہ منعم حقیقی کو چھوڑ کر اور معبود بنا رکھے ہیں۔ کہ وہ انکی مدد کریں۔ حالانکہ وہ ایسے بے بس ہیں کہ وہ خود اپنی مدد نہیں کر سکتے۔ بلکہ قیامت کو پکڑے ہوئے آئیں گے۔

یہ عمر تمہارا ایک سفر ہے جس قدر برس گزرتے ہیں یا جسقدر دن گزرتے ہیں۔ گویا تمہارے سفر کی اسی قدر منزلیں طے ہوتی ہیں آخر ایک روز یہ سفر تمام ہوگا۔ موت آئیگی۔ بلکہ سامنے کھڑی ہے۔ پس تمہاری رُوح کو اس کے سامنے جانا ہوگا۔ اب ہر وقت تم اسی کے پاس سفر طے کرکے جا رہے ہو۔ افسوس اتنی نصیحت و فہمائش پر بھی تم کو عقل نہ آئی اور شیطان ملعون نے ایک خلقت کو گمراہ کر چھوڑا کیا تمہیں اتنی سمجھ نہ تھی کہ دوست دشمن میں تمیز کر سکتے اور اپنے نفع و نقصان کو پہچانتے۔ دنیا کے کاموں میں تو اس قدر ہوشیاری اور ذہانت دکھلاتے تھے مگر آخرت کے معاملہ میں غبی بن گئے کہ موٹی موٹی باتوں کے سمجھنے کی لیاقت نہ رہی۔

اب اپنی حماقتوں کا خمیازہ بھگتو۔ یہ دوزخ تیار ہے۔ جس کا بصورت کفر اختیار کرکے تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ جس طرح یہ لوگ شیطانی راستوں سے ہٹ کر اللہ کی راہ پر چلنا نہیں چاہتے۔ ہم کو قدرت ہے کہ ان کی صورتیں بگاڑ کر بالکل اپاہج بنا دیں۔ اس کو بعید مت سمجھو۔ دیکھتے نہیں ایک تندرست اور مضبوط آدمی زیادہ بوڑھا ہو کر کس طرح دیکھنے سُننے چلنے پھرنے سے معذور ہو جاتا ہے۔ وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ

پرچہ ہر بُدھ کو پوسٹ ہوتا ہے۔

حدیثِ سرورِ عالمؐ

از جناب راسخ عرفانی

نویدِ روحِ پرور ہے حدیثِ سرورِ عالمؐ
قرارِ قلبِ مضطر ہے حدیثِ سرورِ عالمؐ

نہ آئے گا نظر یہ ملحدِ خفّاش کو ہرگز
اگرچہ نورِ خاور ہے حدیثِ سرورِ عالمؐ

ادھر آ، لوٹ کر اے رہروِ بیگانۂ منزل
رہِ ایماں میں رہبر ہے حدیثِ سرورِ عالمؐ

پیو بھر بھر کے ساغر بادۂ عرفاں کے متوالو
کلامِ میر کوثر ہے حدیثِ سرورِ عالمؐ

ذرا دیکھو یہ تم چشمِ بصیرت سے مسلمانو
کہ اعجازِ پیمبرؐ ہے حدیثِ سرورِ عالمؐ

کرے آخر کہاں تک وسعتیں خامہ بیاں اسکی
کہ حکمت کا سمندر ہے حدیثِ سرورِ عالمؐ

بتادو جاکے راسخؔ منکرِ شانِ نبوت کو
کہ دیں کا جزوِ اکبر ہے حدیثِ سرورِ عالمؐ

برکاتِ رمضان

جناب عبدالرشید صاحب لدھیانوی راولپنڈی

اس مبارک مہینہ کی سب سے بڑی اور اصولی فضیلت تو وہی ہے جس کا ذکر قرآن پاک میں کیا گیا ہے۔ یعنی یہ کہ اس میں اللہ کا مقدس کلام اور آخری پیغام نازل ہوا۔ جس نے ہمیشہ کیلئے نجات کی راہ اور حق کے راستہ کو روشن کر دیا اور جس کے ذریعہ لوگوں پر سعادت کے دروازے کھول دیئے گئے۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ۝

ترجمہ رمضان وہ (برکت اور فضیلت والا) مہینہ ہے۔ جس میں قرآن نازل کیا گیا ہے جو لوگوں کے واسطے ہدایت اور راہ حق کی روشن دلیل اور حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے۔" (سورۃ البقرہ ع ۲۳ پ ۲)

فی الحقیقت جس موسم اور جس مہینے میں اللہ پاک کا اتنا بڑا لطف و کرم اپنے بندوں پر ہوا ہو۔ اس سے زیادہ معظم اور محترم مہینہ اور ہو بھی کون سکتا ہے۔ کسی عاشق مزاج سے پوچھیے کہ بتلاؤ کون دن اور کون سا زمانہ سب سے بہتر ہے۔ وہ اگر جذبات عشق کا سچا سرمایہ دار ہوگا۔ تو یہی کہے گا۔ کہ جس دن اور جس زمانہ میں محبوب کی نظر کرم میری طرف متوجہ ہو اور وہ مجھے اپنی دید یا ہمکلامی کا شرف بخشے یا مقام قرب ہی سے نوازے ؎

خوشا وقتے و خرم روزگارے
کہ یارے بر خورد از وصل یارے

علی ہذا اگر آپ اس سے یہ پوچھیں۔ کہ بتلاؤ کونسی بستی اور کون سا شہر سب سے اچھا ہے تو وہ یہی جواب دے گا کہ جہاں میرا محبوب بستا ہے۔ عارف رومی نے کہا ہے ؎

گفت معشوقے بعاشق کے فتا
تو بغربت دیدۂ بس شہرہا
پس کدامے شہر زانہا خوشتر است
گفت آں شہرے کہ در وے دلبر است

بہر حال رمضان مبارک کا سب سے بڑا شرف یہی ہے کہ خدا کی رحمت کی آخری اور مکمل قسط نجات و فلاح کا دستور اور حیات ابدی کا قانون بن کر قرآن کی شکل میں اسی مبارک مہینہ میں نازل کی گئی۔ یعنی اسی ماہ مبارک میں اس کا نزول شروع ہوا۔ اب احادیث میں اس مہینہ کی جو اور برکتیں وارد ہوئی ہیں وہ سب درحقیقت اسی بنیاد پر مبنی ہیں۔ یعنی ان برکتوں اور فضیلتوں کے ساتھ اس مہینہ کو اسی واسطے خاص کیا گیا ہے کہ یہ نزول قرآن کا مہینہ ہے اور چونکہ قرآن کا نزول براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوا اور آپ ہی اس نعمت الٰہی کی پوری طرح قدر پہچاننے والے تھے۔ اس لیے رمضان کی رحمتوں اور برکتوں کا احساس بھی آپ کو بے حد و حساب ہوتا تھا۔ جس کا اندازہ آپ کے اس ارشاد سے کیا جا سکتا ہے کہ "اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ رمضان کیا چیز ہے تو میری امت یہ تمنا کرے کہ سارا سال رمضان ہی ہو جائے" رمضان مبارک کے فضائل و برکات کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو احادیث روایت کی گئی ہیں۔ ان میں سے صرف تین حدیثوں کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

(۱) حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ ماہ شعبان کی آخری تاریخ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایک خطبہ دیا اور فرمایا۔

"اے لوگو! تم پر ایک عظمت و برکت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے۔ اس مبارک مہینہ کی ایک رات (شب قدر) ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس مہینہ کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کئے ہیں۔ اور اسکی راتوں کی نماز (تراویح) کو نفلی عبادت مقرر کیا ہے (جس کا بہت بڑا ثواب رکھا ہے) جو شخص اس مہینہ میں اللہ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کیلئے کوئی غیر فرض عبادت (یعنی سنت یا نفل) ادا کرے گا۔ تو اس کو دوسرے زمانہ کے فرضوں کے برابر اس کا ثواب ملے گا۔ اور اس مہینہ میں فرض ادا کرنے کا ثواب دوسرے زمانہ کے ستر فرضوں کے برابر ملے گا۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے یہ ہمدردی و غمخواری کا مہینہ ہے اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں مومن بندوں کے رزق میں زیادتی کی جاتی ہے جس نے اس مہینہ میں کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرا دیا تو اس کے لئے گناہوں کی مغفرت اور آتش دوزخ سے آزادی کا ذریعہ ہوگا۔ اور اس روزہ دار کے برابر ثواب دیا جائے گا۔ اور یہ محض خدا کی طرف سے فضل ہوگا۔ یہ نہیں ہوگا کہ روزہ دار کے ثواب میں سے کچھ کاٹ کر اس افطار کرانے والے کو ثواب دیا جائے (بلکہ روزہ دار کو اپنے روزہ کا ثواب پورا پورا ملے گا۔) اس پر بعض حاضرین نے عرض کیا کہ حضورؐ ہم میں سے ہر ایک کو تو افطار کرانے کا سامان میسر نہیں ہوتا (تو کیا غربا اس ثواب عظیم سے محروم رہیں گے) حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی دے گا جو دودھ کی تھوڑی سی لسی یا چھوارے کے ایک دانہ پر یا پانی کے ایک گھونٹ پر ہی افطار کرا دے (یعنی پیٹ بھر کر کھلانے یا کسی اچھی چیز سے روزہ افطار کرانے پر موقوف نہیں) پھر سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا! اس مہینہ کا ابتدائی حصہ باعث رحمت اور دوسرا حصہ باعث مغفرت اور آخری حصہ نار جہنم سے آزادی کا سبب ہے جو شخص اپنے غلام و خادم سے اس مہینہ میں کام ہلکا لیگا اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دیں گے اور اس کو جہنم کی آگ سے آزاد کر دیں گے۔ پس تم رمضان کے مہینہ میں چار کام زیادہ کیا کرو (دو وہ جن سے تم اپنے مالک و مولا کو راضی کر سکو گے اور دو وہ جن کی تم کو خود احتیاج ہے سو پہلے دو کام (جن سے اللہ کی رضا تم کو حاصل ہوگی) وہ کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت ہے اور دوسری دو چیزیں یہ ہیں کہ جنت کی طلب کرو۔ اور دوزخ سے پناہ مانگو۔ اور جو شخص کسی روزہ دار کو اس مہینہ میں پانی پلائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو میرے حوض (کوثر) سے ایسا سیراب فرمائیں گے کہ پھر جنت میں داخل ہونے تک اس کو پیاس نہ لگے گی۔ (صحیح ابن خزیمہ و بیہقی)

(۲) عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جب رمضان مبارک آیا تو حضورؐ نے ہم لوگوں سے ارشاد فرمایا۔ "لوگو! ماہ رمضان آ گیا۔ یہ بڑی برکت والا مہینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں اپنے خاص فضل و کرم سے تمہاری طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اپنی خاص رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔ خطاؤں کو معاف کرتے ہیں اور دعائیں قبول کرتے ہیں اور اس مہینہ میں طاعات وحسنات اور عبادات کی طرف تمہاری رغبت اور مسابقت کو دیکھتے ہیں اور مسرت و مفاخرہ کے ساتھ اپنے فرشتوں کو بھی دکھاتے ہیں پس اے لوگو! ان مبارک دنوں میں اللہ پاک کو اپنی طرف سے نیکیاں ہی دکھاؤ (یعنی عبادات وحسنات کثرت سے کرو) بلاشبہ وہ شخص بڑا

بدنصیب ہے جو رحمتوں کے اس مہینہ میں بھی اللہ تعالیٰ جلشانہٗ کی اس رحمت سے محروم رہے (طبرانی)

سبحان اللہ قربان جایئے اُس رحمت و رافت کے کہ خود ہی اپنے پیغمبر کے ذریعہ ہم کو یہ بھی بتلا دیا کہ ہمارے خاص معائنہ کا وقت کون سا ہوگا۔ اللہ اللہ کیا نصیب اس بندہ کے جس کو روزہ کی بھوک پیاس کی حالت میں نماز پڑھتے یا تلاوت قرآن یا ذکر کرتے یا رات کو صحن مسجد میں تراویح میں رکوع و سجود اور قیام و قعود کرتے یا پچھلے پہر تہجد پڑھتے اس کا آقا و مولا خود دیکھے اور اپنے درباری فرشتوں سے فخر سے کہے کہ دیکھتے ہو ہمارا یہ بندہ ہماری رضا کے لئے کیا کر رہا ہے۔ ؎

یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

یوں تو مولا علیم و بصیر ہے سب کچھ ہر وقت دیکھتا ہے۔ مگر یہ دیکھنا ایک خاص قسم کا ہے یہ وہی دیکھنا اور وہی نظر ہے جس کے لئے عشاق تڑپتے اور مرتے ہیں اور کہتے ہیں ؎

ہزار عمر فدائے دمے کہ من از شوق
بخاک و خون تپم و گوئی برائے من است

(۳) حضرت کعبؓ بن عجرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار صحابہؓ سے فرمایا کہ منبر کے پاس آپ لوگ جمع ہو جائیں۔ جب سب حاضر ہو گئے تو حضورؐ منبر پر رونق افروز ہوئے۔ جب آپؐ نے منبر کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا آمین۔ اس کے بعد دوسری سیڑھی پر قدم رکھا۔ تو فرمایا آمین اس طرح تیسری سیڑھی پر قدم رکھتے ہوئے بھی فرمایا۔ آمین۔ اس کے بعد جب آپ خطبہ دے کر منبر سے اُترے تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہؐ آج ہم نے آپؐ سے ایک ایسی بات سنی جو پہلے کبھی نہیں سنی تھی (یعنی منبر پر جاتے ہوئے ہر سیڑھی پر قدم رکھتے ہوئے آمین کہنا) آپؐ نے فرمایا ہاں جبرئیلؑ اس وقت میرے پاس آئے اور جب میں نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا "ملعون اور رحمت خدا سے دور ہو وہ جو رمضان کا مہینہ پائے اور پھر بھی اپنی مغفرت کا سامان کر کے مغفرت حاصل نہ کرے"۔ اس پر میں نے کہا آمین۔ پھر جب میں نے دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا "ملعون ہو وہ شخص جس کے سامنے آپؐ کا (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا) ذکر آئے اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے"۔ اس پر بھی میں نے کہا آمین۔ پھر جب میں تیسری سیڑھی پر پہنچا تو انہوں نے کہا "ملعون اور رحمت خدا سے دُور ہو وہ بدبخت جو اپنے ماں باپ یا دونوں میں سے کسی ایک کا بڑھاپا پائے۔ پھر بھی (انکی خدمت و اطاعت کر کے) جنت کا استحقاق پیدا نہ کرے" اس پر بھی میں نے کہا آمین (مستدرک حاکم)

یہ حدیث بہت ہی عبرت کے قابل اور ڈرنے کے لائق ہے۔ تین قسم کے جن بدنصیب مجرموں کے لئے خدا کے حکم سے اس کے مقرب فرشتہ جبرئیلؑ نے منبر نبوی کے پاس کھڑے ہو کر رحمت سے دُوری اور محرومی کی بد دُعا کی (جو لعنت کا مفہوم ہے) اور جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہی۔ ان کی بدبختی کا کیا ٹھکانا ہے۔ درحقیقت رحمتوں اور برکتوں والا یہ مہینہ (رمضان) اور اس میں رحمت و مغفرت کی یہ ارزانی بندوں کے لئے اللہ (تعالیٰ) کی بہت بڑی نعمت ہے اور اس کو غفلت سے گزار دینا اس نعمت عظمےٰ کی سخت درجہ کی مجرمانہ ناقدری ہے۔ رمضان مبارک کی جن برکتوں اور رحمتوں اور رحمت و مغفرت کے اسباب کی جس فراوانی و ارزانی کا ذکر احادیث بالا میں کیا گیا ہے ان کو پیش نظر رکھنے کے بعد خود ہی یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ رحمت و مغفرت کی اس ارزانی و فراوانی کے زمانہ میں بھی جبکہ دریائے رحمت جوش میں ہوتا ہے اور اعمال حسنہ کا ثواب ستر گونہ یا اس سے بھی زیادہ کر دیا جاتا ہے تو (رحمت) کی اس موسلا دھار بارش اور مغفرت کی تیز ہواؤں کے زمانہ میں بھی جو بدبخت انسان کچھ نہ کرے اور غفلت و گناہوں ہی میں مست و مگن رہے۔ خود ہی سمجھا جا سکتا ہے کہ اس سے زیادہ محروم اور بدقسمت شخص اور کون ہوگا۔ اللہم لا تجعلنا منہم۔

مکتوب لندن

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(راؤ ایس اے خاں)

حضرت خالد بن ولید مسلمانوں کے ایک بہت بڑے جرنیل تھے وہ اسلام لانے سے پہلے بھی بہادری کے کارہائے نمایاں سرانجام دے چکے تھے۔ جنگ اُحد میں مسلمانوں کا جو نقصان ہوا اس میں ان کا بہت بڑا حصہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کے ایک دستے کو ایک درے پر متعین فرما کر حکم دیا کہ اگر فتح بھی ہو جائے تو اس درے کو ہرگز نہ چھوڑیں۔ ابتداً میں جنگ کا پانسہ مسلمانوں کے حق میں تھا۔ کفار مکہ میدان چھوڑ کر بھاگ رہے تھے اور مسلمان مجاہدین مال غنیمت لوٹنے میں مصروف تھے درہ پر جب متعین دستے نے دیکھا کہ فتح ہو چکی ہے اور صحابہ کرامؓ مال غنیمت جمع کرنے میں مصروف ہیں تو ان میں آپس میں اختلاف پیدا ہو گیا بعض صحابہ کرامؓ کی رائے تھی کہ رسول اللہؐ کے حکم کے ماتحت درے کو ہمیں ہرگز نہیں چھوڑنا چاہیئے کچھ صحابہؓ کی یہ رائے تھی کہ چونکہ فتح ہو چکی ہے اور دشمن شکست کھا کر بھاگ گیا ہے۔ اس لئے درہ چھوڑنے میں کوئی حرج نہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ معدودے چند صحابہؓ کرام کے سوا تمام حضرات درّہ کو چھوڑ کر مال غنیمت سمیٹنے میں شامل ہو گئے۔ خالد اس وقت کفار کے لشکر کے ایک حصہ کی کمان کر رہے تھے انہوں نے جب دیکھا کہ درہ خالی ہے تو ادھر سے حملہ کر دیا۔ وہاں جو صحابہ کرامؓ موجود تھے بڑی بہادری سے لڑے۔ مگر شہید کر دیئے گئے۔ درّے سے نیچے اُتر کر خالد نے مسلمانوں کی فوج پر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ دُوسری طرف کفار کا مفرور لشکر مقابلہ کیلئے ٹھہر گیا۔ اس طرح مسلمان درمیان میں گھر گئے بڑی گھمسان کی لڑائی ہوئی ــــ ستر کے قریب صحابہ کرامؓ شہید ہو گئے۔ ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہؓ بھی تھے۔ رسول اللہؐ کے دانت مبارک شہید ہو گئے اور جسم مبارک پر کچھ زخم بھی آئے۔ کفار نے یہ افواہ اڑا دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید کر دیئے گئے ہیں۔ اس خبر سے صحابہ کرامؓ کے حوصلے پست ہو گئے۔ بعد میں جب معلوم ہوا کہ حضور انورؐ سلامت ہیں تو صحابہ کرامؓ نے پھر جرأت سے دشمن کا مقابلہ کیا دشمن چونکہ زخم خوردہ تھا۔ اس لئے جلد ہی مکہ معظمہ کی طرف واپس ہو گیا۔

جب خالد بن ولیدؓ مشرف باسلام ہوئے تو انہوں نے اسلامی فوج میں شریک ہو کر بیشمار غزوات اور سرایا میں حصہ لیا۔ انکی بہادری کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سیف اللہ کا لقب عطا فرمایا۔ اس بہادر جرنیل نے بیشمار میدانوں میں فتح حاصل کی اور کئی ملک اسلامی سلطنت میں شامل کئے۔ آج کئی عرب ممالک میں خالدؓ بن ولید کے کارنامے زبان حال سے انکی بہادری کے گیت گا رہے ہیں۔ ملک شام میں دمشق سے صرف ۸۵ میل دور ترکی کی طرف جانے والی سڑک پر ایک قصبہ ہے جس کا نام حلبشہ ہے اس قصبہ میں خالدؓ بن ولید آرام فرما ہیں۔ ان کے مزار پر فاتحہ کیلئے جانے والوں کے دل پر انکی بہادری کا اب بھی رعب پڑتا ہے خالدؓ بن ولید ہمیشہ شہادت کی دعا کیا کرتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو میدان جنگ میں شہید نہیں ہونے دیا۔ بلکہ آپ نے اپنی جان بستر مرگ پر ہی جان آفرین کے سپرد کی۔ ہمارا ایمان ہے کہ خالد اگرچہ میدان جنگ میں شہید نہیں ہوئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو شہادت کا مرتبہ عطا فرما دیا ہے۔ اس میں حکمت

باقی صفحہ ۱۷

جناب عبدالرشید صاحب لدھیانوی مؤذن نوره راولپنڈی

اعتکاف کی فضیلت

اعتکاف کہتے ہیں مسجد میں اعتکاف کی نیت کرکے ٹھہرنے کو حنفیہ کے نزدیک اسکی تین قسمیں ہیں۔ ایک واجب جو منت اور نذر کی وجہ سے ہو۔ دوسری قسم سنت ہے جو رمضان المبارک کے اخیر عشرہ کا ہے۔ کہ نبی کریم ؐ کی عادت شریفہ ان ایام میں اعتکاف فرمانے کی تھی تیسرا اعتکاف نفل ہے۔ نہ کوئی وقت نہ ایام کی مقدار جتنے دن کا چاہے کرلے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی شخص تمام عمر کی اعتکاف کی نیت کرلے تب بھی جائز ہے اور کم سے کم پانچ دس منٹ کا بھی ہوسکتا ہے۔ اس لئے ہر شخص کے لیے مناسب ہے کہ جب مسجد میں داخل ہو اعتکاف کی نیت کرلیا کرے۔ کہ جتنی دیر نماز وغیرہ میں مشغول رہے گا۔ اعتکاف کا ثواب بھی ملتا رہے گا۔ اس طرح روزانہ بہت سے اعتکافوں کا ثواب مل جائے گا۔ رمضان کے اخیر عشرہ کے اعتکاف کی بڑی غرض شب قدر کی تلاش ہے۔ اور حقیقت میں اعتکاف اس کیلئے بہت ہی مناسب ہے۔ کہ اعتکاف کی حالت میں اگر آدمی سوتا ہؤا بھی ہو تب بھی عبادت میں شمار ہوتا ہے۔ نیز اعتکاف میں چونکہ آنا جانا ادھر ادھر کے کام بھی کچھ نہیں رہتے۔ اس لئے عبادت اور مولا کریم کی یاد کے علاوہ اور کوئی مشغلہ بھی نہیں رہتا۔ لہذا شب قدر کے قدردانوں کے لئے اعتکاف سے بہتر کوئی صورت نہیں۔ اعتکاف کی فضیلت اور ثواب بہت زیادہ ہے۔ اور اس کی فضیلت اس سے زیادہ کیا ہوگی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اس کا خاص اہتمام فرماتے تھے۔ معتکف کی مثال اس شخص کی سی ہے کہ کسی کے در پر جا پڑے کہ جبتک میری درخواست قبول نہ ہو گی ٹلنے کا نہیں ؎

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے،

اگر حقیقتاً یہی حال اور یہی خیال ہو۔ تو سخت سے سخت دل والا بھی پسیج جائے اور اللہ جل شانہٗ کی ذات تو بخشش کے لئے بہانہ ڈھونڈتی ہے۔ بلکہ بے بہانہ رحمت فرماتی ہے۔ لیکن یہاں معاملہ اُلٹا ہے

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں

جب کوئی شخص اللہ کے دروازے پر دنیا سے منقطع ہو کر جا پڑے تو اس کے نوازے جانے میں کیا تأمل ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالے جس کا اکرام فرمائیں اُس کے بھرپور خزانوں کا بیان کون کرسکتا ہے۔ معتکف سب طرف سے کٹ کے گویا اللہ ہی کے آستانہ پر اور اُسی کے قدموں پر جا پڑتا ہے دن رات اُس کے در پر پڑا رہتا ہے۔ اس کو یاد کرتا ہے۔ اسی کے دھیان میں رہتا ہے۔ اس کی تسبیح و تقدیس کرتا ہے۔ اس کے قہر و جلال سے ڈرتا ہے اور اپنے گناہوں اور اپنی کوتاہیوں پر روتا ہے اور اُس سے رحمت و مغفرت مانگتا ہے۔ گویا ان دنوں وہ اپنے آپ کو دنیا اور اس کے سارے جھمیلوں سے بے تعلق کرکے ایک دوسرے عالم میں پہنچ جاتا ہے۔ جہاں بس وہ بندۂ سرافگندہ ہوتا ہے۔ اور اس کا وہ رب کریم جس کے بحر کرم کی موجوں کو سوائے اس کے کوئی گن بھی نہیں سکتا ہے ؎

جی ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کے رات دن
بیٹھا رہوں تصوّر جاناں کئے ہوئے
پھر جی میں ہے کہ در پہ کسی کے پڑا رہوں
سر زیر بار منتِ درباں کئے ہوئے

کون اندازہ کرسکتا ہے بخشش و عطا کی اُس بارش کا جو اس خاص عالم میں اس بندہ پر ہوتی ہوگی ؎

میانِ عاشق و معشوق رمزیست
کراماً کاتبیں را ہم خبر نیست

فی الحقیقت اعتکاف اگر شعور و اخلاص کے ساتھ ہو تو آخرت کے بے حساب اجر و ثواب کے علاوہ تربیت رُوح اور تزکیہ باطن کیلئے اکسیر و کیمیا کا نسخہ اور اللہ کے لطف و کرم کے خزانوں کی کنجی ہے۔ رمضان المبارک اللہ کے نزدیک سب مہینوں سے افضل ہے اور بالخصوص اس کے یہ آخری دس دن اور دس راتیں رمضان کے بقایا دنوں اور راتوں سے بھی افضل ہیں۔ انہی میں قرآن حکیم نازل ہوا۔ اور اکثر و بیشتر لیلۃ القدر بھی انہی میں ہوتی ہے۔ غرض یہ پورا عشرہ اپنے انوار و برکات کے لحاظ سے سال کے بقایا تمام دنوں میں ممتاز ہے۔ اللہ کا دریائے رحمت ان دنوں جوش میں ہوتا ہے۔ اور لطف و کرم کی گھٹائیں عالم کو گھیر لیتی ہیں جو ایک ایک رات میں برسوں کی منزلیں طے ہو جاتی ہیں۔ پس اللہ کے جو مخلص بندے ان دنوں اور ان راتوں میں حضور ؐ کے اسوہ حسنہ کی پیروی کرتے ہوئے اعتکاف کی شکل میں ہمہ تن اللہ کی طرف متوجہ ہو جائیں اور اس کے آستانۂ لطف و کرم پر سر رکھ کر پڑ جائیں۔ ان کی بہرہ مندی اور خوش نصیبی کا کیا کہنا۔ ایک حدیث ہے کہ جو شخص ایک دن کا اعتکاف بھی اللہ کی رضا کے لئے کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں آڑ فرما دیتے ہیں۔ جن کی مسافت زمین اور آسمان کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ جو شخص مسجد جماعت میں مغرب سے عشا تک کا اعتکاف کرے کہ نماز تلاوت اور ذکر کے علاوہ کسی سے بات نہ کرے تو اللہ تعالے اس کے لئے جنت میں ایک محل بناتے ہیں۔ اس کے علاوہ معتکف گناہوں سے محفوظ رہتا ہے۔ دوسرے بہت سے نیک اعمال جیسے کہ جنازہ کی نماز کی شرکت مریض کی عیادت وغیرہ ایسے امور ہیں کہ معتکف اعتکاف کی وجہ سے انکو نہیں کرسکتا اس لئے اعتکاف کی وجہ سے جن عبادتوں سے رُکا رہا ان کا اجر بغیر کئے بھی ملتا رہتا ہے۔ اللہ اکبر کس قدر رحمت اور فیاضی ہے کہ ایک عبادت آدمی کرے اور دس عبادتوں کا ثواب مل جائے۔ درحقیقت اللہ کی رحمت بہانہ تلاش کرتی ہے اور تھوڑی سی توجہ اور طلب سے موسلا دھار برستی ہے۔ مگر افسوس کہ ہم لوگوں کو اس کی قدر اور تلاش نہیں ؎

حسن کا گنج گرانمایہ تجھے مل جاتا
تو نے فرہاد نہ کھودا کبھی ویرانۂ دل

بقیہ حضرت خالد بن ولید رضؓ

صفحہ ۱۶ سے آگے

یہ معلوم ہوتی ہے کہ دشمن کے ہاتھوں آپ کی شہادت سیف اللہ کے لقب کی توہین تھی۔ اللہ تعالےٰ نے آپ رضؓ کو شہادت کے درجات علیا سے بھی نوازا اور سیف اللہ کے لقب کی لاج بھی رکھ لی ٭

ہنگامی مضامین منظومات اور اطلاعات تاریخ اشاعت سے دو ہفتے قبل آنے ضروری ہیں۔ "مدیر"

طلباء علوم عربیہ کیلئے خوشخبری

حسب سابق امسال ۱۰ شوال ۱۳۷۹ھ سے مدرسہ سراج المدارس گنجال (قائد آباد) کا داخلہ شروع ہو جائے گا۔ طلبہ کو تعلیم کے علاوہ خوراک صابن۔ چارپائی۔ حجامت۔ تیل۔ روشنی کتابیں۔ بیماری کا علاج۔ ضرورتمند کو کپڑے اور نقد وظیفہ بھی مدرسہ کی جانب سے دیا جائے گا۔ اسٹیشن قائد آباد سے گنجال شہر میں مدرسہ سراج المدارس دریافت کریں۔

المعلن :۔ ناظم مدرسہ سراج المدارس گنجال
تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا

اعلان داخلہ

مدرسہ عربیہ تعلیم الدین کا جدید داخلہ انشاء اللہ ۱۰ شوال سے شروع ہوگا۔ موقوف علیہ دورتک کا بشرط گنجائش داخلہ ہو سکے گا۔ فارسی۔ صرف نحو۔ منطق۔ فقہ۔ اصول فقہ۔ حدیث۔ اصول حدیث الغرض تمام فنون کی کتب نہایت محنت اور پابندی سے پڑھائی جائیں گی۔ ابتدائی کتب کا اجراء باقاعدہ ہوگا۔ نیز طلبہ کی ہر قسم کی کفالت مدرسہ کی طرف سے بہتر طریقے سے ہو گی۔ محنتی طالب علموں کو ترجیح دی جائے گی نیز قرآن مجید کے حفظ و ناظرہ پڑھنے والوں کے لئے محدود داخلہ ہوگا۔

نوٹ :۔ باہر سے تشریف لانیوالے طلبہ پہلے ایک کارڈ لکھکر اپنی جگہ بک کرالیں تو بہتر ہوگا کہیں ایسا نہ ہو کہ پھر جگہ نہ ملنے پر واپس جانا پڑے اس نادار ادارہ کو غنیمت جانیں نیز تمام اہل خیر مسلمانوں سے بھی درد مندانہ اپیل ہے کہ زکوٰۃ صدقات نکالتے وقت اس دینی درسگاہ کو ضرور یاد رکھیں۔

آپ کی دعاؤں کا محتاج
حافظ عبدالرشید مہتمم مدرسہ عربیہ تعلیم الدین
جامع مسجد مہاجرین بھیرہ ضلع سرگودھا

بقیہ مال و دولت

صفحہ ۹ سے آگے

فرماتے ہیں " پہلے تو ان کا ذکر تھا جنہوں نے صبر کا اعلیٰ مرتبہ حاصل کیا۔ یعنی شہداء۔ اب فرماتے ہیں کہ تمہارا علی العموم تھوڑی تھوڑی تکلیف اور مصیبت میں وقتاً فوقتاً امتحان لیا جائے گا۔ اور تمہارے صبر کو دیکھا جائیگا صابرین میں داخل ہونا کچھ سہل نہیں۔ اسی واسطے پہلے سے متنبہ فرمایا۔

قابل غور حقیقت

اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو متنبہ فرمایا
يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ (المائدہ آیت ۹۴)

ترجمہ :۔ اے ایمان والو! البتہ اللہ ایک بات سے تمہیں آزمائے گا۔ اس شکار سے جس پر تمہارے ہاتھ اور تمہارے نیزے پہنچیں گے۔ تاکہ اللہ معلوم کرے کہ بن دیکھے اس سے کون ڈرتا ہے۔

احرام کی حالت میں شکار کی ممانعت ہے ایمانداروں کی یہ آزمائش حدیبیہ کے مقام پر ہوئی۔ وہاں شکار بکثرت موجود تھا خیموں میں گھس رہا تھا۔ قریب اتنا تھا کہ نیزہ مارا جاسکتا تھا۔ اگر چاہتے تو ہاتھ سے پکڑا جا سکتا تھا مگر مسلمانوں نے احرام کا احترام کیا۔ شکار سے رکے رہے اور اس امتحان سے ثابت قدمی کا سبق ہمارے لئے چھوڑ گئے۔

(باقی دارد)

ڈیرہ اسمٰعیلخاں میں سہ روزہ تبلیغی کانفرنس

بتاریخ ۱۰، ۱۱، ۱۲ اپریل ۱۹۶۰ء مطابق ۱۳، ۱۴، ۱۵ شوال بروز اتوار، سوموار، منگل ڈسٹرکٹ تنظیم اہل سنت والجماعت کے زیر اہتمام سہ روزہ تبلیغی اجتماع منعقد ہونا قرار پایا ہے جس میں ملک کے چیدہ چیدہ مبلغین حضرات و مقامی علمائے کرام تشریف لاکر اپنے خیالات کا اظہار فرماویں گے۔ تبلیغی ذوق رکھنے والے حضرات جلسہ میں تشریف لاکر ثواب دارین حاصل کریں

اسمائے گرامی علماء کرام

- مجاہد ملت خطیب اہلسنت حضرت مولانا نور الحسن شاہ صاحب بخاری
- عالم اجل فاضل اکمل حضرت علامہ دوست محمد صاحب قریشی احمد پور شرقیہ
- زوار کربلائے معلیٰ حضرت علامہ مولانا عبدالستار تونسوی
- حضرت العلامہ مولانا سید خالد محمود ایم اے پروفیسر اسلامیہ کالج خانیوال
- شاعر ختم نبوت جناب امین گیلانی
- شاعر تنظیم صوفی احمد یار ڈیرہ غازی خاں

جمیع مسلمانوں سے درخواست ہے کہ کانفرنس میں شرکت فرماکر ثواب دارین حاصل کریں اور جلسہ کی رونق دوبالا کریں

آفس سیکرٹری عبداللطیف ڈیرہ اسمٰعیلخاں

جامعہ عثمانیہ پیرمحل کا سالانہ جلسہ

بتاریخ ۶/۷ اپریل ۱۹۶۰ء بروز بدھ جمعرات غلہ منڈی پیرمحل میں منعقد ہوگا جس میں مولانا محمد علی صاحب جالندھری۔ مولانا حبیب اللہ صاحب مولانا محمد ضیاء القاسمی صاحب دیگر اکابر تشریف لاکر اپنے مواعظ حسنہ سے مستفیض فرماویں گے احباب تاریخ نوٹ فرماکر اپنی آمد کی اطلاع دفتر میں دیں۔

محمد صدیق ربانی مہتمم جامعہ عثمانیہ پیرمحل

هفت روزہ خدام الدین ملتان شہر میں

- امیر علی صاحب خیر المدارس ملتان
- مکتبہ صدیقیہ۔ بیرون لوہاری گیٹ ملتان
- رمضان بک سٹال 〃 〃
- مکتبہ تعمیر ملت چوک بازار 〃
- اقبال بک سٹال حسین آگاہی 〃
- عبدالستار صاحب باردانہ مرچنٹ چوڑی سرائے 〃
- ڈاکٹر فیروز الدین صاحب اندرون بوہڑ گیٹ 〃
- صوفی احمد حسین داروغہ میونسپل کمیٹی کمہار منڈی 〃
- مولوی دوست محمد صاحب بیرون دہلی گیٹ 〃
- صوفی فتح محمد صاحب معرفت شیخ اللہ رکھا صاحب گوجرہ
- علم الدین صاحب کپڑا فروش بڑا بازار چنیوٹ

کراچی میں

- عبدالرحمٰن صاحب بروہی امیر توحید جماعت خیرانی مسجد نوآباد کراچی
- لائٹ آف پاکستان نیوز پیپر ایجنسی منس روڈ 〃
- پاکستان نیوز پیپر اسٹال لی مارکیٹ 〃
- بیسٹر روبلاج سنز جعفر فدو ٹاور کھارادر دکان نمبر ۲۴ 〃
- عزیز صدیقی بک اسٹال بولٹن مارکیٹ نزد احمد حلوہ مرچنٹ بندر روڈ کراچی
- محمد رفیق صاحب افضل بک ڈپو جڑانوالہ
- مولانا محمد شفیع صاحب مدرسہ احیاء العلوم ماموں کانجن
- ملک عبدالغنی صاحب نیوز ایجنٹ لائلپور
- شیخ محمد حسین صاحب نیوز ایجنٹ گکھڑ منڈی

سے حاصل کریں

بچوں کا صفحہ

فضائل رمضان المبارک

(جناب حاجی کمال الدین صاحب)

(۴)

پیارے بچو! حضورؐ کی یہ حدیث آپ نے ضرور سُنی ہوگی۔ کہ جب آپؐ خطبہ دینے کے لئے ممبر پر تشریف لے جانے لگے۔ تو تین دفعہ "آمین" ارشاد فرمایا۔ صحابہؓ نے وجہ دریافت کی تو ارشاد فرمایا کہ ہاں ابھی جبرائیل علیہ السلام آئے تھے۔ جب میں نے پہلے درجے پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا۔ کہ ہلاک ہو وہ شخص جس نے رمضان المبارک کا مہینہ پایا اور پھر بھی اُس کی بخشش نہ ہوئی۔ میں نے کہا "آمین"۔ بس میں حدیث کے اسی ٹکڑے کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک طرح کی بد دُعا ہے۔ لانے والے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام جیسے مقرب فرشتے اور پھر حضورؐ کی آمین نے تو بد دعا کو بہت ہی سخت بنا دیا۔ اب تو اس کی ہلاکت میں کوئی بھی کسر باقی نہیں رہی۔ بھلا سوچنے کی بات ہے کہ وہ شخص جس پر رمضان المبارک گزر جائے۔ اور پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہو۔ یعنی رمضان المبارک جیسا خیر و برکت کا مہینہ بھی غفلت اور گناہوں میں گزر جائے اس مُبارک ماہ میں تو اللہ تعالیٰ شانہٗ کی مغفرت اور رحمت بارش کی طرح برستی ہے تو جس پر یہ مبارک مہینہ بھی اس طرح گزر جائے۔ کہ اس کی بد اعمالیوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے وہ بخشش سے محروم رہے تو پھر اُس کی مغفرت کے لئے اور کون سا وقت ہوگا۔ اس کی ہلاکت اور بربادی میں تو کچھ بھی تردد نہیں اور مغفرت کی صورت یہ ہے۔ کہ رمضان شریف کے جو کام ہیں یعنی روزہ و تراویح وغیرہ کو نہایت اہتمام کے ساتھ ادا کرنے کے بعد ہر وقت کثرت سے اپنے گناہوں سے توبہ و استغفار کرے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب رمضان آتا تھا تو حضورؐ کا رنگ بدل جاتا تھا۔ اور نماز میں اضافہ ہو جاتا تھا۔ اور دعا میں بہت عاجزی فرماتے تھے اور خوف غالب ہو جاتا تھا۔ اور رمضان کے ختم تک بستر پر تشریف نہیں لاتے تھے۔ غور کیجئے کہ پیغمبرؐ کی تو یہ حالت اور اُمت ایسی آزاد ہو جائے کہ نہ روزہ رکھے اور نہ تراویح پڑھے۔ پھر کس مُنہ سے بخشش کے اُمیدوار اس مبارک ماہ میں اللہ پاک تو اس قدر مہربان ہوتے ہیں کہ رمضان شریف میں عرش کے اُٹھانے والے فرشتوں کو حکم فرما دیتے ہیں۔ کہ اپنی اپنی عبادت چھوڑ دو اور روزہ داروں کی دُعا پر آمین کہا کرو۔ اس لئے ہمیں چاہیئے کہ رمضان شریف میں خاص طور پر دُعا کیا کریں سارے کا سارا مہینہ قبولیت دعا کا ہے۔ خاص طور پر افطاری کے وقت تو ضرور ہی دعا مانگا کریں۔ اس لئے کہ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ تین آدمیوں کی دُعا رد نہیں ہوتی۔ ایک روزہ دار کی افطار کے وقت تک دوسرے عادل بادشاہ کی اور تیسرے مظلوم کی۔

حضرت عمرؓ حضورؐ سے نقل کرتے ہیں۔ کہ رمضان المبارک میں اللہ کو یاد کرنے والا شخص بخشا بخشایا ہے۔ اور اللہ سے مانگنے والا نامراد نہیں رہتا۔

رمضان المبارک کی ہر رات میں ایک منادی پکارتا ہے کہ اے خیر کے تلاش کرنے والے متوجہ ہو۔ اور آگے بڑھ اور اے بُرائی کے طلب گار بس کر اور آنکھیں کھول۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔ ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ اس کی مغفرت کی جائے۔ ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ اس کی توبہ قبول کی جائے۔ ہے کوئی دُعا کرنے والا کہ اس کی دُعا قبول کی جائے۔ ہے کوئی مانگنے والا کہ اس کا سوال پورا کیا جائے۔

عزیز بچو! یہاں اس بات کو خوب اچھی طرح سمجھ لو کہ دُعا قبول ہونے کی بھی شرطیں

بچوں کی دُعا

(از حبیب اللہ عظیمی عظیم آبادی ضلع مظفر گڑھ)

مولیٰ یہ ننھے مُنّے لیتے ہیں نام تیرا / بگڑی ہوئی بنانا بیشک ہے کام تیرا
خالق ہے تو ہمارا، تیرا ہمیں سہارا / دُنیا میں چل رہا ہے شاہی نظام تیرا
منظور یہ دُعا کر، علم و عمل عطا کر / سینوں میں ہو ہمارے قرآں کلام تیرا
شمشیر ہو حجازی اور ساتھ اسپ تازی / پہنچائیں پھر جہاں میں ہر سو پیام تیرا
تکبیر کی صدا سے اک بہترین ادا سے / لیں نام ہم سے غازی ہر صبح و شام تیرا
خوددار بھی بنا دے، آداب بھی سکھا دے / غیروں سے رُخ ہٹا دے دھڑ کا دوام تیرا
تیری کریں عبادت، حاصل ہو یہ سعادت / سجدہ ترے لئے ہو ایضاً قیام تیرا
دن کو رہیں مجاہد، شب کا بنا دے زاہد / رحمت کا ہو ہمارے سر پر غمام تیرا
ہو خلق کی ہمیشہ، خدمت ہمارا پیشہ / ہو ہم پہ یا الٰہی پھر لُطفِ عام تیرا
توحید کے دیوانے، گاتے ہیں کیا ترانے / محو ثنا ہے یا یا عالم تمام تیرا

تعریف کبریا کی اور نعت مصطفیٰؐ کی
تحریر ہو عظیمی شیوہ مدام تیرا

ایڈیٹر
عبدالمنان
چوہان

سر ۳ چندہ
سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے

منظور شدہ محکمہ جیل مغربی پاکستان

۶۰۴۷
رجسٹرڈ ایل

منظور شدہ محکمہ تعلیم ۱۔ لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۲/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء
۲۔ پشاور " " G.B.T.۲۷۳/۲۲۸۱ مورخہ ، ستمبر ۱۹۵۶ء

ہیں۔ ان میں سے ایک حرام غذا ہے۔ کہ اس کی وجہ سے بھی دعا رَدّ ہو جاتی ہے۔ اور مُنہ پر مار دی جاتی ہے۔

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ بہت سے پریشان حال آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگتے ہیں۔ اور یارب یارب کہتے ہیں مگر اُن کا کھانا حرام، لباس حرام، ایسی حالت میں دُعا کیسے قبول ہو سکتی ہے۔ یہ تو وہ زمانہ ہے۔ کہ سُود کو لوگ منافع کہنے لگے، رشوت کا نام انعام رکھ لیا اور دھوکہ باز کو کہنے لگے کہ یہ بُہت ہوشیار اور عقلمند ہے۔

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ بہت سے روزہ رکھنے والے ایسے ہیں کہ ان کو سوائے بُھوکا رہنے کے اور کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا اور بُہت سے شب بیدار ایسے ہیں۔ کہ ان کو رات کو جاگنے کی مشقت کے سوا کچھ بھی نہیں ملتا۔ ان میں بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو دن بھر روزہ رکھ کر حرام مال سے افطار کرتے ہیں۔ جتنا ثواب روزے کا ہوا تھا۔ اس سے زیادہ گناہ حرام مال کھانے کا ہو گیا۔ اور دن بھر بھوکا رہنے کے سوا کچھ بھی نہ ملا۔ اور بعض ایسے ہوتے ہیں جو روزہ رکھ کر جھُوٹ، غیبت، لغو بکواس، چغل خوری بدگوئی، بدکلامی، لڑائی اور جھگڑا میں مصروف رہتے ہیں۔ اسی طرح رات کے جاگنے والوں کا حال ہے۔ کہ رات بھر شب بیداری کی مگر تفریح کے طور پر تھوڑی سی غیبت یا اور کوئی حماقت بھی کر لی تو وہ سارا جاگنا بیکار ہو گیا۔ یا صبح کی نماز ہی قضا کر دی یا محض ریا اور شہرت کے لئے جاگا تو وہ بیکار ہو گیا۔

لاہور کے جن بچوں اور بڑوں کو مجلس ذکر میں حاضر ہونے کا موقع ملتا رہتا ہے۔ ان کو معلوم ہے کہ حضرت شیخ التفسیر مدظلہٗ حلال غذا پر کس قدر زور دیتے ہیں۔ آپ فرمایا کرتے ہیں۔ کہ جب کوئی مجھ سے آکر یہ کہتا ہے، کہ چند روز سے نماز میں جی نہیں لگتا۔ تو میں جھٹ جواب دیا کرتا ہوں کہ تم نے حرام غذا کھائی ہو گی۔ ورنہ اللہ کا ذکر اور جی نہ لگے، اللہ پاک ہے۔ اور پاک چیز کو پسند کرتا ہے۔ حرام مال سے اللہ پاک کو نفرت ہے۔ اس لئے جی نہیں لگتا۔

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین
شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا